رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

جلد ۹ — نمبر ۱

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صفر ۱۳۳۲ھ

جنوری ۱۹۱۴ء

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے عہ

قیمت فی پرچہ

خاکسار سید فیروز شاہ کاتب

منیجر اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبد السلام پبلشر کے حکم سے مینجر تشحیذ نے قادیان سے شایع کیا

"فروری کا پرچہ وی پی ہوگا"

معزز ناظرین کی خدمت میں فروری کا پرچہ سنہ ۱۹۱۴ء کی پیشگی قیمت وصول کرنیکے لئے وی-پی ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب کرام وصول فرماکر کارخانہ کو شکر گزاری کا موقعہ دینگے۔ تشحیذ نہایت پابندی وقت کے ساتھ کارآمد دینی مضامین کو لئے ہوئے شایع ہوتا ہے۔ اسکے بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اگر مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہوں تو بہت فائدہ ہو۔ سال بھر میں ۴۲۴ صفحے صرف دو روپے (عہ) کے عوض بہت سستا سودا ہے۔ میں پچھلے رسالہ میں عرض کرچکا ہوں۔ کہ بقایا داران کے ذمے ۱۱۷۵ روپے ہیں۔ مہربانی فرماکر ایسے اصحاب حقوق العباد کی طرف توجہ فرمائیں قسطوں کے ذریعے ہی ادا کردیں۔ بالخصوص جن اصحاب نے سنہ ۱۳ء کی قیمت تاحال نہیں دی۔ وہ جنوری کا پرچہ وی پی وصول نہیں کرسکے۔ تو اب بذریعہ منی آرڈر ہی بھیجدیں یا ہمیں بتائیں۔ کب وی-پی کیا جائے

اطلاع ضروری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۴ء

مذہبی کانفرنس کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّٰفّٰت کے ابتدا میں وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ۙ اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ نازل فرما کر بتا دیا ہے۔ کہ اگر لوگوں کی صفوں کی صفیں جمع کیجائیں۔ اور انپر پولیس کا انتظام بھی ہو اور پھر لیکچر پر لیکچر دیئے جائیں تو ان سب تقریروں مباحثوں کے لیکچروں سے وہی امر ثابت ہوگا۔ جو عمود اسلام ہے یعنی "تمہارا معبود ایک ہے" اور جسے دو کر الفاظ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے بیان کرتے ہیں اسی طرح نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ میں بتایا کہ دوات قلم سے مدد لیکر مضمون پر مضمون لکھے جائیں۔ تو ان سب سے بھی آخرکار یہ ثابت ہوجائیگا کہ اے نبی تو مجنون نہیں اور تیرے کاموں کا نتیجہ بابرکت اور انکا افادہ غیر منقطع ہے۔ اور دنیا دیکھ لیگی اور جان لیگی کہ تو خاتم کمالات انسانیت ہے۔ اور انسانوں

ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اور ایک انسان اس سے بڑا نہیں بن سکتا۔ اور نہ کسی قوم کے لیئے اس سے بڑھکر اسوہ حسنہ ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں موجودہ واقعات جتا رہے ہیں۔ اور باقی دنیا والے آئندہ دیکھ لینگے کہ تو کس پایہ کا انسان ہے۔ یعنی تحریری بحث کا نتیجہ آخر یہی نکلیگا۔ اور سب کو ماننا پڑیگا۔ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ دوسری عبارت میں یوں کہنا چاہیئے کہ کلمہ کا دوسرا جزو

محمد رسول اللہ

سب پر عیاں ہو جائیگا۔ غرض اسلام نے اپنے آپکو تمام دنیا جہان کے علماء و فضلاء کے سامنے پیش کیا ہے کہ تم اسپر غور کرو۔ اور خوب غور کرو۔ انشاء اللہ اس میں کوئی نقص نہیں پاؤ گے بلکہ وہ مذہب جو مہذب دنیا کے لئے دستور العمل قرار دیا جا سکتا ہے یہی ثابت ہوگا۔ اور اس امر کی صداقت کا ثبوت اگرچہ تاریخ ہر زمانہ میں پیش کرتی رہے گی لیکن ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ جب دنیا کی یہ حالت ہوگی وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا کہ قومیں قوموں پر چڑھ رہی ہونگی۔ تب ایک صور پھونکا جائیگا۔ اور ہم سب لوگوں کو جمع کر لینگے۔ قوموں کا قوموں پر چڑھنا کئی طرح سے ہے۔ ان میں سے ایک صورت مذہبی جنگ کی بھی ہے۔ جو دلائل و براہین سے ہوگی۔ اسکے متعلق اس آیت میں مجملاً اور دوسری میں مفصلاً پیشگوئی فرمادی کہ اسلام جو "دین الحق" ہے۔ وہ سب پر غالب رہیگا۔ یہ آیت تین بار آئی ہے پہلے پارہ ۱۰ سورہ توبہ النصف میں جہاں عیسائیوں اور یہودیوں کی بے اعتدالیوں اور عقاید فاسدہ کا ذکر کرتے ہوئے دین قیّم کا اصل الاصول ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اور پھر اس عقیدہ کو نور اور اسکے خلاف کو ظلمت قرار دیتے ہوئے وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ فرمایا۔ یعنی جب ہمارا قانون قدرت ہے کہ نور ظلمت بلکہ ظلمات پر غالب آتا ہے تو خواہ کیا ہو آخر یہ نور بدر تام کی صورت میں ضوفگن عالم ہو گا۔ اور یہ آیت صادق آئیگی۔ هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ وہ وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ تمام ادیان پر اس دین اسلام کو غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہو۔ پھر اسی آیت کو سورہ فتح میں دہرایا ہے یعنی جب ارکان فتح مکہ کی صورت میں ہو چکا تھا۔ اور ادیان باطلہ نے جس راہ سے حملہ کیا تھا۔ اسی راہ سے اُن پر غلبہ ثابت ہو چکا تھا۔ پھر تیسری بار آنے والے احمدؐ کے مبارک ذکر کے ساتھ یہ آیت آئی ہے تا ایک جہان پر یہ واضح ہو جائے کہ پیشگوئی کا اصل ظہور اسی زمانہ میں ہوگا۔ چنانچہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط میں اس احمد کی خبر دی اور اسکی صداقت کی یہ دلیل دی۔ کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ط کہ سب سے بڑھکر ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے اور وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو۔ اور اللہ ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔ اس آیت کی تفسیر مدارک التنزیل میں بایں الفاظ کی گئی ہے وای الناس اشد ظلما ممن یدعوہ ربہ علی لسان نبیہ الی الاسلام الذی لہ فیہ سعادۃ الدارین فیجعل مکان اجابتہ الیہ افتراء الکذب علی اللہ بقولہ لکلامہ۔ الذی ھو دعاء عبادہ الی الحق ھذا سحر والسحر کذب وتمویہ یعنی اس شخص سے بڑھکر ظالم کون جسے اللہ اپنے نبی کے ذریعے اسلام کی طرف بلائے جس میں اسکے لئے سعادت دارین ہے پھر وہ اس دعوت کو قبول کر لینے کی بجائے اس نبی کی وحی کو جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو حق کی طرف بلاتا ہے افترا قرار دے۔ اور اسے سحر مبین کہتا ہوا کذب وتمویہ قرار دے ایسا شخص یا اشخاص یاد رکھیں کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ اللہ اپنے نور کو پورا کریگا۔ اور اسی احمد یعنی آنے والے رسول کے ذریعے کریگا جس کا کام لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ہے چنانچہ تفسیر مدارک میں صاف لکھا ہے۔ کہ وعن مجاھد اذا نزل عیسٰی لم یکن فی الارض الا دین الاسلام جیسے عیسٰی

نازل ہؤا۔ تو زمین میں قائم کر دین دین الاسلام ہوگا۔ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ ھو عندنا نزول عیسیٰ علیہ السلام اوریہ کر ھو اظھارہ بالحجۃ والایات۔ یعنی عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔ اور یہ غلبہ نشانوں اور دلائل کے ذریعے ہوگا۔

سو اے معزز ناظرین! خود ہی بتاؤ کہ اسلام کی طرف لوگوں کو کس نے بلایا۔ اور کس نے تمام مذاہب عالم کے سامنے مباحثہ و مناظرہ احقاق حق و ابطال باطل کے لئے یہ اصل پیش کیا۔ کہ ہر مذہب جو مسئلہ پیش کرے اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے اور اسکی دلیل بھی اسی کتاب سے دے اور وہ کون ہے جس نے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ✦ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کا نعرہ لگایا۔ اور جس نے نشان پر نشان دکھلائے اور اسقدر نشان دکھلائے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں انکی کوئی نظیر نہیں اسنے ہر مخالف کو سنایا ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ✦ بیا بنگر زغلمان محمد

اور بتایا ؎ آنخدائے کہ ازو اہل جہان بیخبر ند ✦ بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

کیا یہ حضور سے بڑھ کر کسی بزرگ کی نظیر پیش کیجا سکتی ہے جسنے دلائل کے ساتھ اور نشانوں کے ساتھ اسلام کو تمام مذاہب کے مقابلہ میں دین الحق اور الہدیٰ ثابت کیا۔ ان باتوں نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضور مغفور ہی اس آیت کے مصداق اور اظہار الاسلام کا بنیادی پتھر رکھنے والے ہیں۔ اب ہم جو اس رسول کے متبعین سے ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اظہار الاسلام کے لئے جسقدر تجاویز حضور نے پیش کیں۔ انکو عملی رنگ میں لائیں۔ اور جو عملی رنگ میں آچکی ہیں۔ انکو برقرار رکھیں۔ ان تجاویز میں سے ایک تجویز جو اس مضمون کے ابتدائی سطور کے عین مطابق ہے۔ حضور نے ان الفاظ میں رقم فرمائی۔

"ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہؤا کرے اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور

آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے مگر شرط یہ ہوگی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے فقط اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے"

حضرت مسیح موعود کے فدائی حضرت مہدی مسعود کے شیدائی اٹھیں اور اس تجویز کو عملی صورت دیں۔ قادیان میں حسب الارشاد و امام ہمام علیہ السلام سال میں ایکبار یا دوبار ایسے جلسے کا انعقاد کریں۔ جس میں ہر مذہب کا نمائندہ اپنے اپنے مذہب کی خوبی بیان کرنیکا مجاز ہو جب اسلام حق ہے۔ جب اسلام ایک صداقت ہے جب اسلام ہمہ خوبی ہمہ حسن ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ حق دوسروں کے سامنے اس طریق پر بھی پیش کریں گو اس سے پہلے مسیح موعود کی تحریک پر توجہ نہ کی گئی تھی۔ کہ ایکدوسرے کی عیب چینی کا سلسلہ بند کر کے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان ہوا کریں لیکن اب تو پریس ایکٹ نے سب کو مجبور کر دیا ہے کہ دوسرے کے مذہب پر سفیہانہ حملے نہ ہوسکیں اسلئے ضرور ہے کہ ہم اسوقت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کر دکھائیں۔ تمام شرائط جو امن کے قیام میں ضروری سمجھے جاسکتے ہیں۔ شایع کر دئے جائیں۔ جو انہیں غیر مذاہب قبول کرے وہ تشریف لائے اپنا مضمون سنائے اور ہمارا سنے۔ چونکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بیان ہونگی۔ اسلئے کسی جھگڑے کا احتمال نہیں اور نہ عوام الناس کی حاضری کی ضرورت ہے۔ صرف چیدہ چیدہ امن پسند صلح جو۔ معاملہ فہم نیکدل آدمی یکجا ہو کر مذہبی غور و خوض کر لیا کریں۔ میرے دل میں مدت سے یہ تڑپ تھی کہ جب اسلام ایک وسیع مذہب اور سچا مذہب ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکے پلیٹ فارم پر غیر مسلموں کو اپنا مذہب پیش کرنیکا موقعہ نہ دیا جائے۔ مگر الحمد للہ کہ آج مسیح کے کلام میں اس دعوت کو پاکر میں پھولا نہیں سماتا۔ کلکتہ پیرس۔ سویڈن اور دیگر مقامات میں ایسی کانفرنسیں ہوتی ہیں مگر جو اسلام کا روحانی مرکز اور خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے وہاں کیوں ایسی کانفرنس نہ ہو۔ جبکہ الحمد للہ ہم ایسی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ جو جائز مذہبی آزادی میں مخل نہیں۔ اور جس نے

ہمارے لئے ہر طرح کی راحت کے سامان بہم پہنچائے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم تمام مذاہب کے صلح جو لیڈروں کو مدعو کریں کہ وہ یہاں آکر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں سنائیں۔ اور ہمارے مذہب کی خوبیاں سُن جائیں۔ اور پھر دل کیساتھ فیصلہ کرلیں کہ کون مذہب حق ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی تمام کانفرنسوں سے یہی ثابت ہوگا کہ

اسلام حق ہے

اور یہ اسکا فضل ہے۔ چاہیئے کہ اس فضل کو لینے کے لئے ہم کچھ ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

سلسلہ احمدیہ کی ضرورتکا اعتراف

چودھویں راتکا چاند ہر دیکھنے والی آنکھ کو نظر آتا ہے۔ اور اسکے دیکھنے پر کسی کو تعجب نہیں ہوتا۔ مگر اسکی بالغ نظری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جو انتیس کے چاند کو دیکھ لے۔ بخار جب ایکسو چار درجے کا ہو تو ایک معمولی شخص بھی ملس کو گرم پاکر اسکا احساس کرلیتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر وہی ہے۔ جو بخار چڑھنے سے پہلے بخار ہو جانے کی اطلاع دیدے۔

مسلمان ایک عرصہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ انکی حالت زار ہے۔ اور بنی اسرائیل کی طرح بیابان ناکامی میں سرگشتہ و حیران پھر رہے ہیں مگر کوئی رہبر سوا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ایسا نہیں آیا۔ جس نے انہیں سیدھے رستے پر چلا کر منزل مقصود دکھا دی ہو۔ جو کچھ ہم چالیس سال سے سن رہے ہیں شکر ہے کہ مولانا ابو الکلام کی زبانی اسکی تائید ہمارے کانوں تک پہنچی ہے۔ جن لوگوں نے مسیح کی نہ سنی۔ کاش وہ ابھی خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ اور اس آواز پر جاگ کر اپنے آپکو غرق ورطہ ہلاکت ہونے سے بچا لیں۔ محترم ایڈیٹر الہلال فرماتے ہیں۔

ظہر الفساد فی البر والبحر | آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔

وہ پھر سوگئی ہے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اُسے بھول گئی ہے جس کی تلاش ہیں بار بار نکلی تھی۔ اسکا وہ پرانا دُکھ جسکے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی۔ اور جسکو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہُوا۔ آج پھر تازہ ہو گیا ہے ✣

"جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہُوا تھا۔ ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدّن کے نام سے پھیل رہی ہے۔ جبکہ اسلام اپنی غربت اولی میں مبتلا ہے۔ اگر اس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی۔ تو اسکی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے × × × دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اسکی حالت ایسی ہی نہ تھی جیسی کہ آج ہے۔ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی۔ اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے۔ لیکن بیمار کے بستر کے بدلجانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی ایسا ہونا ضرور ہے کیونکہ × × × چشمہ خشک ہو گیا ہے۔ اور وہ نالیاں مٹی سے بھر گئی ہیں۔ جن کی آبپاشی سے خدا پرستی کا چمن شاداب ہوتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین بنائی جاتی ہے۔ پر اگر نمک کا مزا پھیکا ہو جائے۔ تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا × × × پس آج وقت آگیا ہے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اس فرض کو دہرائے۔ جو وہ ایکبار انجام دے چکا ہے اور مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے کریں تاکہ انکی درستگی سے تمام عالم درست ہو۔ اور چشمے کی روانی سے تمام کھیت سرسبز ہو جائے × × × لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالی ہو گا وہ کمرے کو گرم نہیں کر سکتا۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلی کریں۔ کیونکہ انکی تبدیلی پر تمام عالم کی تبدیلی موقوف ہے۔"

مندرجہ بالا سطور میں فاضل موصوف نے اسلامیوں کی ضلالت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور

اصلاح حال کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی ضرورت کا کھلے الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ کیونکہ انکے نزدیک "اسکے لئے رسمی انجمنوں کا قائم کرنا بیکار ہوگا۔ اور روپیہ کی فراہمی سے دلوں کی جمعیت ممکن نہیں۔ اسکے لئے وہ تمام طریقے بھی بیکار ہونگے۔ جنکا بلند سے بلند نمونہ آجکل کے کام پیش کر سکتے ہیں۔ عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل ہو جاتے۔ اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دہرا دینا ہی کسی قوم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے تو یہ پیشتر ہی سے اسقدر موجود ہے کہ اب اسکے لئے کسی نئی جماعت کی ضرورت نہیں اصول معلوم ہیں اور تعلیمات چھپے ہوئے راز نہیں ہیں۔ ضرورت صرف اسکی ہے کہ انہی اصولوں اور تعلیموں کے ماتحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلی پیدا ہو"۔

پس بقول معزز معاصر "اسکا وسیلہ ایک ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔ یعنی ضرورت ہے کہ جسکو دنیا نے ہمیشہ ڈھونڈا ہے۔ اسی کی تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے۔ جس پانی کے لئے وہ ہمیشہ پیاسی ہوئی ہے اسی کے لئے پھر آوارہ گردی کرے جس مقصود کی تڑپ میں ہمیشہ مضطر رہی ہے۔ اسی کو پھر پکارے یعنی عشاق الٰہی کی ایک ایسی جماعت اکٹھی ہو جو صرف خدا کے لئے ہو۔ اور انسانوں میں رہکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے" یعنی ایک جماعت قائم ہونی چاہیئے مگر اسکا قیام کیونکر ہو۔ اسکے لئے فرماتے ہیں "اُمتوں کی اصلاح کرنا۔ خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا پھر نتیجہ کی ناکامی سے بیخطر اور تمام قوائے مادیہ و دنیا کے حملوں سے بے پروا رہنا اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سرزمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں۔ وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں۔ محض انسانی دماغ سے اٹھے ہوئے جوش اور انسان کے گڑھے ہوئے چند جماعتی کھلونے خدا کے ان کاموں کو انجام نہیں دے سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے۔ اور ہر انسان نفوس کا مالک اور ہر ارادہ

قوموں کا تسخیر کنندہ بنجائے" +

اس تمام اقتباس کے پڑھ لینے کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کی حالت قابل اصلاح ہے اور اصلاح انسانی دلوں کی تبدیلی پر موقوف ہے اور یہ تبدیلی انسانی صداؤں سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ

"وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سرزمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں۔ وہ سب کی سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین کے کام ہیں"

اب جب یہ صورت معاملات ہے۔ تو یہ بھی ظاہر ہے کہ مولانا ابو الکلام از خود یہ کام نہیں کر سکتے کہ "کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الگ کر لیں۔ اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد میثاق اسلام کی ایکمرتبہ پھر تجدید ہو جائے" بلکہ یہ کام کسی "مجدد" کسی "ربانی مصلح" کسی "نبی" یا "رسول" کا ہے جیسا کہ وہ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ "محض انسانی دماغ سے اٹھے ہوئے جوش اور انسان کے گھڑے ہوئے چند جماعتی کھلونے خدا کے ان کاموں کو انجام نہیں دیسکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے" پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ مجدد و ربانی مصلح ہونیکا دعوے کریں یا لوگوں کو صاف الفاظ میں پھر اس "ربانی مصلح" اس "مجدد اعظم" کی طرف رہنمائی کریں۔ جس نے "اپنی زبان کے اندر سے خدا کی آواز کو بلند کیا" اور "جس نے عشاق الہی کی ایک ایسی جماعت اکٹھی کی جو صرف خدا کے لئے ہے۔ اور جس نے انسانوں میں رہکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کر لیا" اس جماعت میں داخل ہونیکے سوا اصلاح احوال کا کوئی طریق نہیں کیونکہ "اصلاح و دعوت کی پہلی بنیاد جماعت اور اسکا عملی نمونہ ہے۔ اور جماعت و نمونہ کے سوا کوئی شے مطلوب نہیں" البتہ اس ربانی مصلح کے ربانی ہونے یا اسکی جماعت میں آپ نقص دیکھتے

ہیں تو پھر اس صدی میں باقی مُصلح کا ہمیں پتہ بتادیں جسنے کوئی اعلیٰ نمونہ کی جماعت پیدا کی ہو۔ تاکہ ہم اسکے معاملہ میں غور کریں۔

تاریخی شذرات

سندھ کی رانی محمد بن قاسم کے نکاح میں

راجہ داہر جس کی حکومت مکران سے لیکر قنوج تک اور کشمیر سے بندر سورت تک تھی۔ بدھ مذہب رکھتا تھا۔ نجومیوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بہن کی شادی فرمانروائے ہندوستان سے ہوگی۔ بہت گھبرایا کہ غالباً کوئی ہندوستان کی سلطنت پر قابض ہونیوالا ہے اسلئے اپنے وزیر کے کہنے کے مطابق اپنی بہن سے شادی کرلی۔ تاکہ ہندوستان کی شاہی میرے پاس ہی رہے۔

تقدیر انکی اس تجویز و تدبیر پر ہنس رہی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے کاموں سے بیخبر راجہ کیا جانتا تھا کہ مدت سے ایک سلسلہ اسباب چل رہا ہے۔ جو ایک نتیجہ اپنے وقت پر دینے والا ہے

جو کام کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبدالرحمٰن کے ذریعے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مہلب کی طفیل ہوا۔ وہ ایک ہژدہ سالہ نوجوان محمد بن قاسم نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں پورا کیا۔ لنکا کا راجہ تو بہت عاقبت اندیش تھا جسنے قیمتی تحائف کے ساتھ ضعیف اور یتیم مسلمان لڑکے اور عورتیں (جنکے سرپرست اور مربی فوت ہوگئے جہازوں میں بھر کر بھیجدیئے مگر وہ مخالف ہوا سے منزل مقصود کو نہ پہنچ سکے اور سندھیوں نے لوٹ لئے۔

ان سندھیوں کی سزادہی پر جب پہلے دو جرنیل ناکام رہے۔ تو محمد ابن قاسمؒ ثقفی بڑھا راجہ نے اسے اپنے ہاتھیوں کا ڈراوا دیا۔ مگر مسلمان سپہ سالار نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور لاحول کی سپر انکے لئے کافی سمجھی اور صاف کہدیا کہ تمہیں ہاتھیوں پر ناز ہے۔ اور ہمیں اپنے مولیٰ سے نیاز۔ راجہ کو اپنے جنگی ہاتھیوں اور کئی ہزار سوار و پیادہ فوج کا اتنا غرور تھا۔ کہ آپ ایک سفید

ہاتھی پر دو لونڈیوں کو عماری میں بٹھا کر نکلا جو اسے پان کا بیڑا اور تیر بہم پہنچاتی تھیں۔ گویا وہ فوج اسلام کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ لیکن جب مسلمانوں نے اپنے ہاتھ دکھائے تو اسے اپنی حقیقت معلوم ہوئی*

کہتے ہیں۔ کہ ایک حبشی گھوڑے پر سوار جوش تہور میں آگے بڑھا اور صفوں کو چیرتا ہوا ہاتھی کے پاس جا پہنچا۔ جس سے جنگ طرفین میں بڑے زور کی شروع ہو گئی۔ اور شام تک کئی ہزار ہندوؤں سے چند سور بگئے راجہ داہر بھی مارا گیا۔ اور اسکی رانی محمد بن قاسم کے نکاح میں آئی۔ اور یوں وہ بات پوری ہوئی جس سے بچنے کے لئے تدابیر کو انتہا درجہ تک پہنچایا گیا تھا

تدبیر کند بندہ
تقدیر کند خندہ

راجے اپنی رعایا پر حکومت کرتے تھے۔ مگر نجومی انکے توہمات سے فائدہ اٹھا کر ان پر حکومت کرتے۔ اس خصوص میں بعض ایسی مضحکہ خیز روایات پڑھی جاتی ہیں کہ سن کر مومن کو حیرت ہوتی ہے۔ نجومی بنگالہ کی ایک رانی سے کہتے ہیں کہ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ اگر وہ اس گھڑی میں پیدا ہو گیا۔ تو نحوست کا پتلا ہو گا۔ لیکن اگر چند گھڑیاں دیر ہو جائے تو پھر نحوست مبدل بہ سعادت ہو جائے گی۔ رانی کی ضعیف الاعتقادی یا ایثار دیکھئے۔ کہ اسنے کہا مجھے چھت کیساتھ الٹا لٹکا دو۔ تاوقتیکہ یہ منحوس گھڑیاں گزر جائیں چنانچہ ایسا کیا گیا۔ رانی تو درد کی تاب نہ لا سکی اور مر گئی۔ لیکن اس سے جو بچہ پیدا ہوا۔ وہ راجہ لکھمینہ کہلایا اور ۷۰ سال اسنے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی*

تقویٰ کے حصول کے ذرائع

"یہ مضمون صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی تقریر سے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر تیار کیا گیا"

تقویٰ کی تعریف

اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع ۱۴ میں فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔ اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو۔ کس طرح پر اسکے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو کامیاب نہیں کرتا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تقوےٰ فرمانبرداری کا نام ہے۔

فرمانبرداری کسطرح پیدا ہو

اور فرمانبرداری محبت کی وجہ سے کیجاتی ہے۔ یا خوف کی وجہ سے۔ محبت حسن و احسان کے مطالعہ سے پیدا ہوگی۔ اور خوف جلال کے مطالعہ سے چونکہ انسانی فطرت میں یہی دو باتیں ہیں۔ اسلئے سورہ فاتحہ میں ان دونوں سے کام لیا گیا ہے۔ فرماتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ یہ تمام احسان یاد دلاکر کہ ایک پہلو سے یہی حسن بھی ہے لوگوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چونکہ بعض طبائع بجز خوف دلانے کے فرمانبرداری نہیں کرتیں۔ اسلئے انکے لئے فرمایا۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ یعنی جزاء و سزا کا بھی میں مالک ہوں۔

تقویٰ انبیاء کی بعثت سے

الغرض فرمانبرداری کامل محبت یا کامل خوف پر ہے۔ اور اسکے لئے اللہ نے دو سامان مقرر کئے ہیں۔ ایک آسمانی ایک زمینی۔ آسمانی سامان جس سے لوگوں میں فرمانبرداری یا تقویٰ پیدا ہو۔ وہ انبیاء کی بعثت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا۔ کہ تقوےٰ کی روح دنیا سے گم ہو چلی ہے۔ تو انہوں نے اپنے مولیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اے ہمارے رب انمیں ایک رسول انہی میں سے مبعوث کر۔ جو ان پر تیری آیتیں پڑھ

پڑھکر سنادے اور انکو کتاب و حکمت سکھائے اور انکا تزکیہ کرے بتحقیق تو عزیز و حکیم ہے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور ایک رسول مبعوث ہوا۔ جس نے ایک اکھڑ سے اکھڑ قوم میں فرمانبرداری کی روح پیدا کر دی۔ انبیاء کا ہاتھ خدائے قدوس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسلئے جو ان سے تعلق پیدا کرتا ہے وہ بھی پاک کیا جاتا ہے۔ ان کی مثال بجلی کی بیٹری سی ہے۔ کہ جسکا ذرا بھی تعلق اسکے ساتھ ہوا۔ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہزاروں ٹمپرنس سوسائٹیاں اتنے سالوں سے کام کر رہی ہیں۔ انکا کوئی قابل ذکر فائدہ نہیں مگر محمد رسول اللہ کے دربار سے ایک آواز اٹھتی ہے اور تمام بلا استثناء شراب کے مٹکے لنڈھا دیتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا کے ادنیٰ نفع کے لئے دین کو متاخر کرنے پر تیار ہیں۔ مگر انہی مسلمانوں سے "عبد اللطیف" (رضی اللہ عنہ) ایک نبی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتا ہے۔ اور پھر دین پر اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔ امیر کابل کی طرف سے ایما ہوتا ہے کہ صرف ظاہر داری کے لئے کہدو۔ میں مرزا کو مسیح نہیں مانتا مگر وہ سنگسار ہونا پسند کرتا ہے۔ اور یہ کلمہ زبان پر نہیں لاتا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اسلئے کہ وہ آسمانی ذریعہ سے پاک کیا گیا۔

دوسرا ذریعہ زمینی ہے۔ جس سے مراد انسان کا اپنی طرف سے مجاہدہ ہے۔ اسوقت روح انسانی کیحالت اس گھوڑے کی طرح ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ سدھایا جاتا ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں رستے دکھا دیتے ہیں) ان مجاہدات میں سے چند کا ذکر اسجگہ کیا جاتا ہے

اول صحبت صادقین۔ صادقین کی صحبت ایسی ہے کہ اسکے ذریعہ انسان پاک کیا جاتا ہے۔ صحبت کا اثر ایک مانی ہوئی بات ہے۔ لوگ اکسیر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ میرے نزدیک دنیا میں اگر کوئی اکسیر ہے تو صحبت صادقین مبارک وہ جو اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ط یعنی اے مومنو! تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس تقوے کے حصول کا

ذریعہ کیا ہے یہ کہ تم صادقوں کیساتھ ہو جاؤ۔ صادقوں میں ایک برقی اثر ہوتا ہے۔ جس سے گناہوں کے جراثیم مارے جاتے ہیں۔ صادق خدا کے حضور ایک عزت رکھتا ہے۔ اسکی طفیل صادق سے تعلق رکھنے والا بھی باریاب ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ایک بھانجے پر اسلئے ناراض ہوئیں۔ کہ وہ انکے بہت صدقہ کرنیکا شاکی تھا۔ آپ نے حکم فرمادیا۔ کہ ہمارا بھانجہ کبھی ہمارے گھر میں نہ آئے۔ ایک روز چند صحابہؓ کبار نے باریابی کی اجازت چاہی جو انہیں دی گئی۔ ان میں صدیقہ کے بھانجے بھی شامل تھے۔ اور وہ بھی اندر چلے گئے۔ دیکھ صادقوں کی صحبت نے کیا فائدہ دیا۔ اسی طرح دیکھا گیا۔ کہ اچھی جنس کے ساتھ ادنیٰ جنس مِلکر بکجاتی ہے۔

دوسرا ذریعہ نفس کا محاسبہ ہے یعنی ہر روز تم اپنے کاموں پر ایک تنقیدی نظر کرو اور دیکھو کہ تمہاری حرکت دنیا کی طرف ہے یا دین کی طرف اور آیا کوئی کام اللہ کی نافرمانی کا تو نہیں کیا۔ اور پھر اسکی اصلاح کرو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اے مومنو! تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ تقوےٰ یوں حاصل ہوگا۔ کہ ہر جان نظر کرتی رہے کہ اسنے کل کے لئے کیا کیا۔ اور اللہ کا تقوےٰ کرو۔ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس سے خبر رکھنے والا ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرا نگران حال ہے اور اپنے اعمال پر نظر ثانی کرتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے کہ میں نے روز فردا کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ وہ متقی بنجاتا ہے۔

تیسرا ذریعہ۔ گناہوں پر پشیمانی یعنی توبہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ جو شخص اپنے گناہوں پر پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ انکے بد نتائج سے محفوظ رہتا ہے اور آئندہ کے لئے نیکی و تقوے کے واسطے اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ اور شیطان کے مزید حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کی نماز فجر قضا ہوگئی۔ اسپر انکو اسقدر

پشیمانی ہوئی اور اسقدر وہ خدا کے حضور روئے اور چلائے کہ انہیں ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب ملا۔ . . . . دوسرے روز کسی نے انہیں اٹھایا۔ پوچھا تو کون ؟ کہا میں تو شیطان ہوں۔ انہوں نے تعجب کیا۔ کہ نماز کے لئے شیطان بیدار کرے۔ اسنے کہا اگر میں نہ اٹھاؤں۔ تو آپ ایک نماز کے بدلے دس نماز کا ثواب پائیں۔ غرض تم اپنی کسی لغزش پر اسقدر پشیمانی ظاہر کرو۔ کہ تمہارا شیطان مسلمان ہو جائے

چوتھا ذریعہ۔ تمام کاموں میں اللہ تعالےٰ پر توکل کرنا ہے حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بات بھر سوچتا ہے اور پھر کہے کہ ابن عمر میرا کام کر دیگا۔ تو خواہ مخواہ میری توجہ اس طرف ہوگی۔ اسی طرح جو انسان اللہ تعالےٰ کو اپنا سہارا ہر امر میں ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر خاص توجہ کرتا ہے۔ اور جس پر اللہ کی توجہ ہو۔ وہ کیوں فرمانبردار نہ بنیگا ✤

پانچواں ذریعہ۔ حصول تقوے کا استخارہ ہے یعنی ہر روز اپنے کاموں کے لئے استخارہ کرے اور اپنے مولیٰ سے دعا کرے۔ کہ جو کام نیک اور تیری مرضی کے مطابق ہیں۔ انکی توفیق عطا ہو۔ اور جو تیری مرضی کے موافق نہیں۔ ان سے مجھے ہٹالے۔ اگر ہر روز ایسا نہ کر سکے تو ہفتہ میں ایکبار تو ضرور ہی کرے ✤

چھٹا ذریعہ۔ یہ کہ دعاؤں میں لگے۔ جو شخص اپنے اللہ سے دعا کرتا ہے۔ اللہ اسے اپنی رضامندی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور گمراہ ہونے سے بچاتا ہے ✤

ساتواں ذریعہ۔ ولئن شکرتم لازیدنکم سے ظاہر ہے۔ کہ جس نعمت باریتعالےٰ پر ہم شکر کرینگے۔ وہ بڑھ بڑھ کر دی جائیگی پس انسان اگر کوئی نیکی کرے تو اسے چاہیئے کہ بہت بہت شکر بجالائے۔ تاکہ اور نیکیوں کی توفیق ملے اور وہ متقی بنجائے ✤

آٹھواں ذریعہ۔ سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا ہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ جو کسی کی تعریف کرے۔ وہ ممدوح چاہتا ہے کہ یہ بھی ایسا ہی بنجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پر زور دیا۔ اللہ تعالےٰ کو وحدہ لاشریک

ثابت کیا۔ تو خدا نے فرمایا اے نبی ہمنے تجھے بھی دنیا میں فرد بنا دیا۔ جو اللہ اکبر کہہ کے خدا کی دل وجان اور اپنے عمل سے بڑائی بیان کرے اسے اللہ بڑا بنا دیگا۔ اور جو اسکی تسبیح کریگا خدا اسے پاک بنا دیگا۔ اور جو اسکا حامد بنیگا۔ وہ محمود ہو جائیگا۔

نواں ذریعہ۔ نمازوں سے اپنی اصلاح کرے کیونکہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز ناپسند کاموں سے روکتی ہے نماز معراج المومنین یعنی مومنوں کو ترقیات روحانی دینے والی ہے۔ پس نمازیں بہت پڑھو تاکہ تقوی حاصل ہو اور تم میں فرمانبرداری کی روح پیدا ہو جائے ✤

دسواں ذریعہ۔ اللہ تعالے کے جلال وجمال کا معائنہ کرتا ہے جلال کے متعلق فرماتا ہے اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ۔ یعنی کیا یہ بات انکو ہدایت نہیں دیتی۔ کہ اس سے پہلے کئی سنگتوں کو ہمنے ہلاک کیا۔ اور یہ انکے مکانوں کے کھنڈروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں بہت سے نشان ہیں۔ کیوں نہیں سنتے جب تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں کا انجام یہ ہوگا۔ اور جس ساز وسامان دنیوی کے لئے خدا کو ناراض کیا اسکا انجام یہ ہے۔ تو لامحالہ فرمانبرداری کی طرف توجہ ہوگی۔ اور جمال یعنی انعامات کے متعلق اسکے ساتھ ارشاد ہوتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ کیا نہیں غور کرتے۔ کہ ہم پانی کو خشک زمین کی طرف بہاتے ہیں۔ پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے انکے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں۔ کیا بصارت سے کام نہیں لیتے آدمی انعامات الہی کا مطالعہ کرے۔ اور اسکے احسانات اپنے رونگٹے رونگٹے پر دیکھے تو اپنے مولی ومحسن پر قربان ہونے کو جی چاہے ✤

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

صادق کی باتیں۔ صادق کی زبانی

از مفتی محمد صادق صاحب

مسیح موعود کا استغراق حضور کو اللہ تعالےٰ سے ایسی محبت تھی کہ دنیا و مافیہا سے بے پرواہ تھے۔ اور کبھی بجز ذات باری تعالےٰ کسی پر اعتماد نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اشتہار لکھنے لگتے۔ تو اشتہار سے رسالہ بنجاتا اور رسالہ سے کتاب اور پھر ایک کتاب سے دوسری کتاب کیونکہ کتب فروشی آپکا مقصود نہ تھا۔ بلکہ جو بات خدا تعالےٰ دل میں ڈالتا۔ اسی کی اشاعت فرماتے کہ شاید اس دلیل سے کوئی سمجھ جائے۔

۲۔ بسا اوقات ایک شخص رخصت ہونے کے لئے آتا۔ آپ اسکی خاطرداری کے لئے اس سے دریافت فرماتے کہ آپ کہاں جائینگے۔ مثلاً وہ عرض کرتا بھیرہ۔ پوچھتے بھیرہ کس راہ سے جاتے ہیں۔ وہ عرض کرتا۔ لالہ موسیٰ سے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص آتا۔ اور وہ بھی اگر بھیرہ کا ہوتا۔ تو آپ اس سے بھی یہی سوالات کرتے کیونکہ آپ خدا تعالےٰ کے ذکر میں محو تھے۔ آپ ایسی باتوں کو دل پر نہ بٹھاتے۔ کہ یاد رہتیں۔ آپ تو اس حکم ربی کی تعمیل میں کہ لا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من النّاس اخلاق سے پیش آتے اور خاطرداری کرتے ورنہ تبتل الی اللہ کا یہ حال تھا۔ کہ خلق کی طرف توجہ نہ تھی۔

۳۔ دھرمپال جب اسلام سے مرتد ہو کر آریہ بنا اور اسنے ایک کتاب ترک اسلام شائع کی تو دربار رسالت میں بھی اسکا ذکر آیا۔ اسکے جواب کے لئے حضرت مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح) کو ارشاد ہوا۔ اسکے جواب کا مسودہ دو ماہ تک وقتاً فوقتاً میں خود سنتا رہا اور آپنے پسند کیا پھر یہ کتاب چھپ گئی۔ ایکسال کے بعد نہ ہرمپال کا پھر کوئی ذکر آیا۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ہم اسوقت مسجد مبارک میں بیٹھے تھے فرمایا دھرمپال کون ہے کیا اسنے کوئی کتاب لکھی ہے

جب عرض کیا گیا ہاں تو فرمایا کیا اسکا کسی نے جواب بھی لکھا ہے؟
آپکو نسیان نہیں تھا۔ بلکہ بات یہ تھی کہ کتاب آپنے خود لکھوائی مگر لکھی جانیکے بعد آپکا بھروسہ اس کتاب پر نہ تھا۔ بلکہ خدا کے فضل پر تھا۔ اسلئے کچھ یاد نہ رہا۔

آپکی غیرت آتھم کیساتھ مباحثہ کی شرائط طے کرنیکے لئے چند احباب گئے عیسائیوں نے دعوت کی جو انہوں نے قبول کر لی جب حضور کو یہ معلوم ہوا تو حضور نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ وہ تو ہمارے جان سے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور انہیں کاذب و مفتری سمجھیں اور تم انکے ہاں دعوت کھاؤ۔ یہ ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔

۲۔ اسی طرح جب آریہ سماج کے جلسہ میں حضور کا مضمون سنانے ہم لوگ گئے۔ اور اس میں حضرت مولوی صاحب بھی تھے تو آریوں نے اسلام اور نبئ اسلام کے بارے میں درشت زبانی اور ہتک سے کام لیا۔ اور ہم لوگ امن میں نقص آجانے کے خیال سے بیٹھے رہے پھر جب آپکو اسی واقعہ کا علم ہوا تو فرمایا یا تو اسی وقت کھڑے ہو کر جواب دینا تھا۔ یا اس مجلس سے چلے آنا تھا بیٹھکر اپنے نبی کی ہتک سننا مومن کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی ❁

۳۔ لدھیانہ میں ٹمپرنس سوسائٹی کا جلسہ تھا۔ اس میں حضرت اقدس بھی چلے گئے۔ مختلف فرقوں کے لوگ جمع تھے۔ حاضرین کے عمائد نے بہت اصرار کیا۔ کہ آپ بھی کچھ تقریر فرمائیں مگر آپنے انکی درخواست کو باوجود اصرار کے منظور نہ فرمایا۔ جب ڈیرے پر تشریف لائے تو پوچھا گیا۔ کہ حضور نے تقریر کیوں نہ فرمائی۔ ارشاد کیا اگر میں تقریر کرتا تو ضرور تھا۔ کہ میں بیان کرتا۔ شراب سے روکنے والوں کا سردار محمد رسول اللہ ہے۔ اسکی ان لوگوں نے اجازت نہ دینی تھی۔ اور میں اس تقریر کو جس میں میرے آقا کا نام لیا جانے کی اجازت نہ ہو پسند نہیں کرتا۔

دعا سے مشکلات کا حل آپ ہر امر میں دعا سے کام لیتے۔ اور دعا میں الحمد پڑھ لیتے۔

کہ یہ ایک جامع دعا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور مجھے بہت تکلیف ہے۔ فرمایا استغفار کرو۔ اور دوبارہ عرض کرنے پر فرمایا۔ کہ یوں دعا کرو یا الٰہی میرا وہ گناہ بھی بخش دے جس وجہ سے مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔

آپکی سخاوت حضور کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ سے دوائی مانگتا۔ تو آپ اس کی حاجت سے بہت زیادہ اسے دیدیتے۔ بعض اوقات تمام بوتل ہی حوالے کر دیتے۔ ایک دفعہ تریاق طاعون تیار کیا جس میں کئی ہزار کے جواہرات پڑے اور مجھے یاد ہے کہ پانچ نافے کوئی شخص لایا۔ جو بہت اعلیٰ قسم کے تھے آپ نے وہ بھی اسی میں ڈلوا دیئے ایک صاحب نے دو تین ماشے تریاق طلب کیا تھا۔ آپ نے اسے بہت سی مقدار ڈبیہ میں بند رجسٹری کروا کے بھجوادی۔

۲۔ ایک کھیس نہایت خوبصورت اور قیمتی تھا۔ حضور اس پر بیٹھے تھے ایک زمیندار نے یونہی کہا یہ کھیس تو بہت عمدہ ہے آپ نے نکال کر اسی کو دیدیا۔

۳۔ ایک حمایل حضور کے پاس تھی۔ جس کی نسبت فرمایا۔ سب سے زیادہ مجھے یہ حمایل پسند ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یہ حمایل مجھے بخشدیں۔ آپ نے فرمایا لیجاؤ۔ کسی نے عرض کیا یہ تو حضور کو بہت پیاری تھی۔ فرمایا سائل کا سوال بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔

حضور کا مکاشفہ یہ اکثر دیکھا گیا۔ کہ جن خیالات کو لیکر ایک شخص حاضر ہوا ہے انہی خیالات پر حضور نے تقریر شروع کر دی۔ گورداسپور کے مقدمہ کے دوران میں میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ جس کمرے میں آپکی چارپائی تھی۔ اس میں ایک چھوٹی سی چارپائی میرے لئے تھی۔ آپ اکثر رات کے وقت مجھ سے وقت پوچھا کرتے اور کوئی الہام ہوتا تو اسے لکھا دیتے ایک آواز پر میں نہ جاگتا۔ تو پھر دوسری آواز آہستہ دیتے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ مجھے تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ ایک رات کا ذکر ہے میں یہ خیال کر رہا تھا کہ آج میں نے کوئی خدمت نہیں کی۔ حضرت اقدس اسوقت ٹہل رہے تھے۔ اچانک فرمایا

مفتی صاحب! ہم آپکو اسواسطے تو نہیں لاتے۔ کہ آپ کوئی کام کیا کریں۔ بلکہ اسواسطے کہ آپ ہمارے پاس رہتے ہیں۔ الہام لکھتے ہیں۔ آپ کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ دل بہلتا ہے ✤

متفرقات ایکدفعہ کسی نے عرض کیا حضور ایک بات کو بار بار اپنی کتاب میں لاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ آپ شاید بھول جاتے ہیں۔ فرمایا وہ سمجھتے ہیں میں بھول جاتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں وہ نہ بھول گئے ہوں۔ اسلئے پھر وہی بات لکھدیتا ہوں کہ کسی طرح کوئی سمجھ جائے

۲- حضرت نے فرمایا۔ کہ استقلال فی اللہ عا بڑی چیز ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ سنایا۔ کہ وہ تیس سال یہی آواز سنتا رہا۔ کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی۔ مگر وہ استقلال سے دعا میں لگا رہا۔ آخر ایک روز اسے ارشاد باریتعالےٰ کا ہوا کہ تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں تونے کی ہیں وہ قبول۔

۳- تہجد کے اٹھنے کا طریق فرمایا۔ کہ اگر اپنا نام لیکر سوتے وقت کہدے کہ مجھے جگادینا تو آنکھ کھلجاتی ہے۔

۴- ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت ام المومنین کی رائے تھی۔ کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی رائے اسکے خلاف تھی چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ خدا نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اسلئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اسکی خاطرداری رکھتا ہوں۔ اور جو وہ کہے وہ مان لیتا ہوں ✤

اطلاع ضروری - فروری کا پرچہ تمام خریداران تشحیذ کے نام وی پی ہوگا بجز انکے جو پہلے سے منع کر بھیجیں)

مینیجر

خلفائے راشدین اور یزید کا مقابلہ

"شیعہ رسالوں میں سنیوں کے عقائد پر بہت حملے ہوتے رہتے ہیں۔ ہم نے نہایت متانت ونرمی سے انکے جواب کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ یہ امر ناظرین تشحیذ پر مخفی نہیں اسی سلسلہ میں یہ مضمون دیا جاتا ہے جو امید ہے غور سے مطالعہ کیا جائیگا۔ ہمارا مدعا اصلاح ہے نہ کسی پر حملہ کرنا یا کسی کی توہین۔ ہر مہینے کا رسالہ بیس پچیس شیعہ دوستوں کو مفت بھجوایا جاتا ہے۔ لیکن رسالہ کا فنڈ اسکا متحمل نہیں۔ اسلئے ناظرین سے استدعا ہے کہ جن علاقوں میں شیعہ عنصر کی مخالفت ہے۔ وہاں اس رسالہ کے خریدار پیدا کئے جائیں۔ یا مفت اشاعت کا بندوبست ہو۔ اگر کسی احمدی کے آگے کوئی شیعہ بھائی اعتراض پیش کریں۔ تو وہ تشحیذ میں بھیجدیں۔ جواب باصواب دیا جائیگا ہم چاہتے ہیں کہ ان دونوں قوموں میں اتفاق ہو جائے۔ اور فیمابین جو غلط فہمیاں یا حجابات ہیں۔ انکا ازالہ ہو جائے۔"

اس مضمون میں اُن چیدہ شبہات کا رد ہے۔ جو ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اپنے رسالہ الشمس جلد ۳ نمبر ۶ میں یزید کو خلفائے راشدین سے افضل قرار دیتے ہوئے بڑے شدومد سے وارد کئے تھے اور وہ شبہات زیر عنوان "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" ماہ نومبر ۱۳ء کے تشحیذ میں معزز ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ آخر مضمون مذکور میں جو وعدہ کیا تھا۔ خاکسار ہیچمدان اب اسکا ایفا کرتا ہے۔

تمہید

ابتک شیعہ وسنی میں جناب علیؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے درمیان افضل ومفضول کی بحث محدود چلی آتی تھی۔ مگر ایڈیٹر اصلاح کی جدت پسندی دیکھئے کہ آپ نے برخلاف اپنے اسلاف

کے جناب علی تو دور کنار رہے یزید کو بھی ابوبکر و عمر رض سے افضل قرار دیدیا اور اپنے زعم میں افضلیت کے بڑے بڑے لاجواب پہلو نکالے ہیں۔ ماشاء اللہ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایڈیٹر صاحب موصوف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جدید استدلال پر بڑے نازاں ہیں۔ کیونکہ بار بار اسکا تکرار اصلاح وغیرہ میں کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس راہ کے اختیار کرنے میں نہ صرف اپنے شدت تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ جو انکو خلفائے رسول مقبول صلعم سے ہے۔ بلکہ دیگر فاش غلطیوں کا ارتکاب بھی فرمایا ہے۔ مثلاً

(۱) یزید کو اصحاب ثلاثہ سے افضل ٹھہرا کر اگرا سکی روح کو خورسند کیا۔ تو ضرور ہے کہ جناب علیؑ اور امام حسینؑ کی ارواح کو سخت ناراض کیا۔ کیونکہ حسب اعتقاد شیعہ آل ابی سفیان اور اہلبیت رسول صلعم کے درمیان للہی عداوت ہے۔ جس کا سلسلہ جب ہی جاکر ختم ہونا ہے کہ امام آخر الزمان ظہور فرمائیں۔ بحار الانوار جلد ۱۳ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۹

(۲) چونکہ باعتقاد شیعہ جناب علی شیخین رض سے افضل ہیں۔ اگر بقول ایڈیٹر صاحب اصلاح یزید بھی شیخین سے افضل ٹھہرا۔ تو دوسرے لفظوں میں گویا یزید کو جناب علی کا بھی ہمسر مان لیا۔ اسطرح جناب علی کی جو تحقیر و تذلیل ہوتی ہے کیا وہ شیخین کی تحقیر سے کسی طرح کمتر ہے

(۳) مثل مشہور ہے ۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ ابوبکر اور جناب علی کا مقابلہ کیا جائے تو اسکی معقولیت کے لئے متعدد وجوہ موجود ہیں۔ مثلاً دونوں سابق الاسلام ہیں دونوں رسول صلعم کے قریبی ہونیکے علاوہ کئی سالوں تک ابتدائے نبوت سے لے کر وفات نبوی تک رسول صلعم کی صحبت و تربیت سے بہرہ اندوز رہے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے درجہ پر فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم کے نام نامی لئے جائیں۔ تو قرین صواب اور موزون بھی ہے لیکن یزید کا اس زمرہ سابقون الاولون میں کیا ذکر؟ اور کس مناسبت کی بناپر اسکو انکا مدمقابل قرار دیا جائے۔ کجا ذی النورین و فاروق و صدیق کجا یزید ابن طلیق ابن طلیق۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

(۴) پھر جو وجوہ افضلیت اختراع فرمائی ہیں۔ وہ بدستور زنگ خوردہ وسطحی جہلا کو خوش کرنے والی۔ نہ انکو شعار دین کہا جا سکتا ہے نہ معیار صداقت بلکہ وہ زیادہ تر سوشل اور دنیا داروں کے رسم ورواج کے رنگ میں ہیں۔ گویا ایڈیٹر صاحب باایں ہمہ دعوے ہمہ دانی قرآن و حدیث سے کوئی معیار پیش نہ کر سکے اور پیش کئے تو ایسے معیار جن سے جا بجا جاہلیت پرستی کا ثبوت ہو۔

اس تمہید کے بعد اصل شبہات کا جواب زیر عنوان اصلاح و مصلح عرض کیا جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

اصلاح۔ خلفائے ثلاثہ نطفہ کفار سے تھے۔ اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا۔ لہذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلاثہ سے افضل تھا۔ رسالہ الشمس جلد۲ نمبر۸ صفحہ ۲۶

مصلح (۱) آپکی یہ وجہ فضیلت شاید سادہ لوح شیعوں کے لئے دل خوش کن ہو۔ تو مگر جس کو خدا نے ذرا بھی شعور دیا ہے۔ فوراً جان لیگا۔ کہ اس میں سراسر ابلہ فریبی ہے۔

(۲) اجی خلفائے ثلاثہ کے باپ جب کافر تھے۔ اسوقت مسلمان ہی کون تھا۔ اکثر مہاجر و الانصار کے باپ کافر ہی تھے اور اسلئے وہ عموماً نطفہ ہائے کفار سے تھے۔ کیا جناب علیؑ کے سگے بھائی عقیل اور عباس عم رسولؐ و جناب علیؑ جنگ بدر میں دوسرے کفار کے ساتھ قید ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں نہیں لائے گئے تھے؟ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت یاایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ۔ کیا پھر ان سب بزرگوں سے یزید افضل ٹھہریگا؟

(۳) آپ لکھتے ہیں کہ یزید کا باپ دادا مسلمان تھا لیکن ایمان سے فرمائیے کہ وہ پیدائیشی مسلمان تھے یا اصحاب ثلاثہ رضؓ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح بعد کو اسلام لائے تھے اگر پیدائیشی تھے تو ابوسفیان کون تھا جو فتح مکہ سے پہلے تک کفار مکہ کا سردار تھا۔ آپ کے علماء نے تو آیت فقاتلوا ائمۃ الکفر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد ائمہ الکفر سے ابوسفیان

وحارث وعکرمہ ہیں" (تفسیر عمدۃ البیان سید عمار علی مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۴۸۹) اسی طرح یزید کے باپ کی نسبت بھی دریافت طلب ہے کہ اگر وہ پیدائشی مسلمان تھا۔ تو آپ کے خاتم المحدثین کیوں لکھتے ہیں۔ کہ وفات آنحضرت صلعم سے صرف پانچ ماہ پیشتر بخوف جان آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر حاضر ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ ودر احادیث وارد شدہ است کہ اسلام معاویہ پنجماہ پیش از وفات حضرت رسالت بود الخ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ ایران۔

اگر بعد کو مسلمان ہوئے تو کیا اصحاب ثلاثہ بھی مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ یزید کے پ دادا سے کئی سال پیشتر اور کیا خلیفہ بلافصل جناب صدیق کا باپ ابو قحافہ بھی اسلام نہیں لائے تھے اگر شک ہو تو ملاحظہ ہو۔ ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ صفحہ ۱۲" جہاں لکھا ہے" ابو قحافہ پدر ابوبکر است در سال فتح ایمان آوردہ" کتاب مذکور کے صفحہ ۷۰ پر ابوسفیان کی نسبت بھی لکھا ہے" درعام فتح ایمان آوردہ"

بے عمر و عثمان کے باپ سو ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ ابوسفیان اور معاویہ کی طرح زمانہ رسالت تک زندہ رہے اور یہ بھی کہ دوسرے کفار کے ہمرکاب ہوکر آنحضرت صلعم سے جدال وقتال کرتے رہے حتی کہ بحالت کفر ہی راہی آخرت ہوگئے۔ بس جب تک آپ یہ ثابت نہ کرینگے آپکے ہیچ قسم شبہات بالکل مفتریات اور خرافات ٹھہرینگے یا نہ ؟

اصلاح نسبی حالت اس (یزید) کی ایسی تھی۔ کہ اسکا دادا ابوسفیان ہمیشہ ابوبکر وعمر کو اذل بطن قریش کہتا تھا۔ اور ابوبکر و عمر ابوسفیان کو سید و شیخ قریش کہا کرتے تھے الشمس صفحہ ۴۲

مصلح (۱) ابوسفیان کا قول کسی کے لئے حجت نہیں۔ اگر اسنے ابوبکرؓ و عمرؓ کو اذل بطن قریش کہا بھی ہوگا۔ تو آپکی طرح بتقاضائے جاہلیت پرستی۔ کیونکہ قرآن و حدیث اسکی تائید نہیں کرتے کیا اسی طرح ابوسفیان کے دوست قدیم عبداللہ بن ابی رئیس منافقین نے اعزّ بطون قریش رسول صلعم، کو اور انکی جماعت کو اذل نہیں کہا تھا ؟ دیکھو تفسیر صافی صفحہ ۳۱۵ زیر آیت لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجنّ الاعز منھا الاذل

(۲) ابوسفیان کے قول کو مینے جاہلیت سے اسواسطے منسوب کیا ہے کہ اسلام نے معزز اور مکرم ہونے کا مستحق زیادہ تر اہل تقوےٰ کو قرار دیا ہے اور مختلف قبائیل واقوام کا ہونا شناخت وتعارف کیلئے فرمایا ہے نہ تفاخر کے لئے۔ جیسے جناب رسالتمآب صلعم کے خطبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو آپ نے فتح مکہ مکرمہ کے موقعہ پر فرمایا تھا۔

یاایھا النّاس ان اللہ قد ذھب عنکم بالاسلام نخوۃ الجاھلیۃ وتفاخرھا باٰبآئیھا × × × الا انکم من اٰدم وادم من التراب وان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

یعنی اے لوگو! اب تم اسلام لائے ہو۔ تو لازم ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے باپ دادوں پر فخر کرنیکی عادات تم میں سے چلی جائیں سو تم آدم کی اولاد سے ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ اور درحقیقت تم میں سے نہایت مکرم خدا کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو تفسیر صافی زیر آیت مذکور۔ مختلف قبائل کی غرض شناخت ہونیکے بارہ میں بھی اسی موقعہ پر تفسیر صافی میں منقول ہے۔ لیعرف بعضکم بعضًا لا للتفاخر بالاٰباء والقبائل یعنی تاکہ ایکدوسرے لوگوں میں شناخت وامتیاز ہوسکے نہ اسواسطے کہ بڑے باپ دادوں اور بڑے قبیلوں والے دوسروں پر فخر ومباہات کریں۔

افسوس ہے کہ ابوسفیان کی طرح آپ بھی اس مبارک تعلیم کو فراموش فرما بیٹھے

(۳) دنیا میں لوگونکی کچھ عادت بھی ہے۔ کہ غیر تو غیر بعض دفعہ ایک ہی قوم وقبیلے والے بلکہ ایک باپ کے بیٹے بھی ایکدوسرے کو ذلیل وضعیف کہہ گزرتے ہیں۔ حالانکہ دراصل وہ نہیں ہوتے مثلاً ایکموقعہ پر جناب علی کی بابت منقول ہے کہ آپ نے اپنے عمّ مکرّم عباس اور سگے بھائی عقیل کو بھی رَجُلَیْنِ ضعیفین جاالیقین فرمادیا اور جسکا ترجمہ علامہ مجلسی نے یوں فرمایا ہے " دو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس بودند کہ تازہ مسلمان شدہ بودند عباس وعقیل ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۸۶

(۴) ابوسفیان نے اگر شیخین کو اذل بطن قریش کہدیا تو اس میں شیخین کی کسرشان نہیں ہوسکتی

کیونکہ خلافت وامارت مسلمین کیلئے صرف قریشی ہونا شرط ہے اور بس بحکم حدیث مسلمہ فریقین "الائمۃ من القریش" دیکھئے آپ کے قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں۔

مطابق حدیث الائمۃ من القریش وحاصل آں اینست کہ ائمہ واولیائے آنحضرت از قریش اند وازغیر قریش نیستند الخ مجالس المومنین ص۹ مطبوعہ ایران

اسی طرح خلفائے اثنا عشر وامرائے اثنا عشر کی حدیث جس سے شیعہ صاحبان دوازدہ امام مراد لیتے ہیں اسکے آخر میں بھی مروی ہے کلھم من قریش" کتاب اکمال الدین محقق ابن بابویہ مطبوعہ ایران ص۱۳۹ و ص۱۵۹

مگر تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں نے تو ابوسفیان کو سید قریش و شیخ قریش ہونا تو درکنار اذل قریش بھی نہیں مانا ہے۔ بلکہ اسکو اور سارے بنی امیہ کو رومی یعنی عیسائی قرار دیا ہے "بنی امیہ دراصل قریش نبودند وامیہ غلامے از عبد الشمس بود واو رومی بود۔ تذکرۃ الائمہ مجلسی ص۱۱۵۔ اسی طرح ملاحظہ ہو تفسیر صافی ابتدائے سورہ روم ص۹۲

(۵) آپ سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ جناب امام صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ام فروہ ابوبکر رض کے پوتے یعنی قاسم بن محمد کی بیٹی تھیں۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں "پدر بزرگوارش حضرت امام باقرع ومادرش ام فروہ دختر قاسم پسر محمد نجیب ابی بکر رح است" تذکرۃ الائمہ ص۱۴۴ و ص۱۴۶

آج تمام شیعہ فخریہ جعفری کہلاتے ہیں۔ اور انکی تمام کتب احادیث میں زیادہ تر امام صادق کی احادیث کا مجموعہ ہے۔ پس اگر ابوبکر واقعی ابوسفیان کے کہنے سے اذل بطن قریش مانے جائیں۔ تو انصاف سے فرمائیے گا۔ اس فرق کا اثر کتنے بطون طاہرہ کو بھی متاثر کر دیگا۔

(۶) غور طلب تو یہ امر ہے کہ خدا اور خدا کے رسول نے کسی کو شیخ وسید قریش بنایا۔ اور کسی کو اذل قریش۔ ابوسفیان کا شیخین کو اذل بطن قریش کہنا اسکی جاہلیت پسندی کو ظاہر کرتا ہے لیکن شیخین کا ابوسفیان کو سید و شیخ قریش کہنا کمال شرافت اور اقتضائے دینداری پر

دال ہے کیا آپ نے حدیث سید القوم خادمہم کبھی نہیں سنی۔ حدیث مذکور کے لئے ملاحظہ ہو کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب النوادر۔

(۷) افسوس ہے کہ شیخین کے بغض نے آپکو عدل و انصاف سے اسقدر دور پھینکدیا ہے کہ اپنے ہاں کی مشہور و معروف احادیث وارشادات بزرگان دین کو بھی آپ نظر انداز کر دیتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا حسب و نسب اسکا دین ہے "حسب الرجل دینہ" کافی کتاب الروضہ لا حسب کحسن الخلق یعنی حسن خلق کی مانند کوئی حسب نہیں ہے من لا یحضرہ الفقیہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت تو واسطے متقی کے ہے اگرچہ غلام حبشی ہو۔ اور دوزخ واسطے گنہگار کے ہے۔ اگرچہ سید قریشی ہو تفسیر عمدۃ البیان سید عمار علی زیر آیت فلا انساب بینہم صفحہ ۲۰

اصلاح شیخین کو یہ شرف نصیب ہوا۔ کہ کبھی اپنی وصلت و پیوند خاندان بنی امیہ میں کر سکیں مگر یزید ایسا معزز و سر برآوردہ تھا۔ کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا۔ تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی میں یزید کے شبہ ہو سکتا ہے؟ الشمس صفحہ ۱۲

مصلح (۱) یہ وجہ افضلیت بھی آپکی جاہلیت پرستی پر دلالت کرتی ہے کیا قرآن و حدیث سے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ خاندان بنی امیہ سے وصلت و پیوند کرنا کمال شرافت نسب کی دلیل ہے شاید جناب رسول صلعم نے اسی لئے ابوسفیان کی لڑکی کی خواستگاری فرمائی تھی؟ اگر یہ ٹھیک نہیں ہے تو آپ خود ہی انصاف سے فرمایئے کہ جب شیخین نے فخر اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیوند و وصلت کا شرف حاصل کر لیا۔ تو انکو خواہ مخواہ بنی امیہ سے بھی پیوند وصلت کی کیا ضرورت تھی؟

(۲) اگر آپ کی منشاء بجائے خسر بننے کے داماد بننا ہے تو حضرت عمرؓ کو جو جناب علی علیہ السلام کی صاحبزادی ام کلثوم کے عقد سے شرف دامادی نصیب ہوا۔ کیا وہ کم ہے۔ عقد ام کلثوم کے انکار پر آپکو غیر معمولی اصرار ہے مگر خاکسار کے متعدد مضامین کی طرح جو رسالہ تشحیذ النجم

لکھنؤ میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس مضمون کا جواب بھی اب تک نہیں دیا ہے۔ جو زیر عنوان ایثاق الوثوق فی عقد ام کلثوم والفاروق النجم مطبوعہ ۹ ماہ مئی ۱۹۱۲ء میں عرصہ سے شائع ہو چکا ہے۔

(۳) مانا کہ یزید نے خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا مگر اس پیوند سے وہ معزز اور سربرآوردہ کیسے ہو گیا؟ شیخین کو تو آپ ابھی ابھی اذل بطن قریش ظاہر فرما چکے ہیں۔ پھر اگر یہ عزت و سربرآوردگی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ تو آپکو عثمان بن عفان کے پوتے کو بھی جناب علی سے معزز و سربرآوردہ ماننا پڑیگا۔ جسکے ساتھ فاطمہ بنت حسین یعنی جناب علی کی پوتی کا عقد ہوا۔ "بعد از حسن مثنی فاطمہ بحبالۂ نکاح عبد اللہ بن عمر بن عثمان بن عفان در آمد" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب ۲ صفحہ ۴۱۳

اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو بھی معزز و سربرآوردہ ماننے گا۔ جس نے جناب علی کے سگے بھائی حضرت جعفر طیار کی پوتی سے عقد کیا۔ جو بنی امیہ سے تھا۔ نہ اذل بطن قریش سے بلکہ بقول ولید بن عبد الملک ایک ثقفی غلام تھا "حجاج ابن یوسف دختر عبد اللہ بن جعفر ام کلثوم را خطبہ کرد" طراز مذہب مظفری مطبوعہ بمبئی ص ۶۳۹

اصلاح۔ خلافت ابو بکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی۔ کہ بجز مکہ و مدینہ قریہ جو اثا* (جسکا تلفظ پڑھا نہیں گیا غالباً قرب و جوار ہے) کہیں سجدہ نہ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح عمر و عثمان دونوں کی خلافتوں میں ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں آدمی مرتد ہوئے اسلام سے خارج ہوئے ہیں۔ بخلاف یزید کے کہ اسکی خلافت میں ایک متنفس بھی مرتد نہیں ہوا۔ الشمس ص ۴۲ و ص ۴۳

مصلح (۱) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم اے صاحب اگر ارتداد موجب تحقیر خلافت ہے۔ تو جناب علی کی خلافت کا ارتداد بھی یاد کرنا چاہیئے۔ یاد نہ ہو۔ تو میں عرض کر دیتا ہوں تفسیر صافی میں آیت ارتداد یعنی من یرتد منکم عن دینہ کے نیچے بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر اور امام صادق سے روایت لکھی ہے کہ اس آیت

* جواثا ہوگا۔ ۱۲

کے مصداق اسوقت کے مرتدین ناکثین و قاسطین و مارقین ہیں یعنی اصحاب جمل و صفین و نہروان اسی طرح تفسیر منہج الصادقین میں آیت مذکور کے نیچے مرقوم ہے۔اب فرمائیے بقول آپکے یزید کی خلافت حضرت علی کی خلافت سے بھی افضل رہیگی یا نہ؟

(۲) آپکو معلوم ہو کہ خلافت ابوبکر کے وقت جو ارتداد ہُوا۔ اسکا باعث رسول صلعم کی وفات ہوئی تھی۔ نہ کہ خلافت ابوبکر رضؓ بلکہ آپ کے محققین تو یہانتک لکھ گئے ہیں

بلکہ آپ کے محققین تو یہانتک لکھ گئے ہیں

کہ جناب رسول صلعم کی زندگی میں ہی تیرہ قبیلے مرتد ہو گئے تھے۔

"و در تواریخ مذکور است کہ سیزدہ قبیلہ از اسلام مرتد شدند در آخر عہد رسول اللہ" دیکھو تفسیر منہج الصادقین مطبوعہ ایران صـ۲۶۷ زیر آیت من یرتد منکم

اور کلینی صاحب نے روایت کی ہے کہ بعد رسول صلعم کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے سوائے تین کس (مقدادؓ۔ ابوذرؓ۔ سلمانؓ) کے کتاب الروضہ صـ۱۱۵ لطف تو یہ ہے کہ اس امر کا خود آپکو بھی اقرار ہے۔ اسی رسالہ الشمس میں آپ ایک جگہ لکھتے ہیں۔ بلکہ منتہائے کوشش انکی یہی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کیا گیا۔ جس پر حضرت عمرؓ فرماتے بیعتہ ابی بکر کانت فلتتہ" اس جملہ سے صاف طور پر واضح ہو سکتا ہے کہ فتنہ ارتداد خلافت ابوبکر رضؓ کے انعقاد سے پیشتر تھا۔ جبھی تو جلدی کی گئی۔ اب مذکورہ بالا فقرہ کا مقابلہ اپنے اس قول سے کیجئے "کہ خلافت ابوبکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی" شرم آئے گی یا نہ؟

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اس کثرت کے ساتھ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ تو انکو پھر مسلمان کس نے بنایا ابوبکر صدیق نے ہی یا کسی اور نے؟ باوجود اسکے آپکا ابوبکرؓ کی ہی خلافت کو موجب ارتداد ظاہر کرنا کسقدر بے انصافی ہے مرتدین کے ساتھ ابوبکرؓ کے مجاہدات و محاربات دیکھنے ہوں۔ تو تفسیر منہج الصادقین زیر آیت من یرتد منکم ملاحظہ فرمائیے۔ اور یکجائی طور پر خلفائے راشدین کے فتوحات مشارق و مغارب کی تفصیل

دیکھنی ہو تو ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ کو مطالعہ فرمائیے پھر آپکو معلوم ہو جائیگا کہ انکی خلافتوں میں ہزارہا و لکوک ہا مرتدین کا مبالغہ آمیز اعتراض سراسر آپکا افترا ہے یا نہ ؟ خلفائے راشدین کے ہمعصر اور رعایائے اہل اسلام کے حق میں اسقدر بد اعتقادی اور سوءظن کہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو مرتد کہنے میں تامل نہ ہوا۔ اور یزید پر اسقدر نظر عنایت کہ اسکے عہد میں آپ نے دیکھ مارا ہے کہ ایک متنفس بھی مرتد نہیں ہوا۔ کتنے تعجب کی بات ہے۔

قبل اسکے کہ آپ ہم سے یہ تسلیم کرائیں آپکو ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ خلفائے راشدین کے وقت کے لکوک ہا مرتدوں کو دوبارہ کسی نے مسلمان بنا دیا تھا کہ پھر یزید کے عہد میں ایک متنفس بھی مرتد نہ ہوا ؟ ۔ اور وہ کون بزرگوار تھے۔ جنھوں نے مکہ و مدینہ سے باہر تمام عرب و شام و ایران و مصر میں ہزاروں مسجدیں تعمیر کرا دیں۔ اور کفر و شرک کو ان ممالک سے نیست و نابود کر دیا۔ اور اسلام کا سکہ چار دانگ عالم میں بٹھا دیا ؟ کیا یہ سب کارہائے نمایاں یزید نے انجام دیئے یا اس کے باپ نے یا اسکے دادا نے ؟ یا سوائے خلفائے راشدین کے کسی اور نے ؟

(۳) اور پھر جو آپ نے لکھا۔ کہ یزید کی خلافت میں ایک متنفس بھی مرتد نہیں ہوا۔ حیران ہوں کہ اس بے بنیاد دعوے کو بھی آپ کی قلت نظر پر محمول کروں یا شامت تعصب صحابہ رسول پر کیونکہ آپ کے بزرگوں سے ایک مشہور روایت مروی ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

"از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ اند کہ میفرمود کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند" مجالس المومنین ص ۱۴۲ مطبوعہ طہران ترجمہ یحیٰی بن ام الطویل اور کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۸۲ رہا یہ امر کہ یہ لوگ سنی تھے یا شیعہ اسکا فیصلہ آپ کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔

اصلاح۔ خلفائے ثلاثہ کی غرض محض بغرض دنیا داری تھی۔ جس سے کسی سنی کو بھی

انکار نہیں ہو سکتا۔ بخلاف یزید کے کہ محض بغرض حصول نجات اس نے تمنا کی۔ الشمس ص۱۳
مصلحہ (۱) الشمس کے اسی صفحہ پر آپ خود ظاہر فرما چکے ہیں۔ کہ ابو بکر کی خلافت کی غایت یہ
تھی کہ فتنہ مرتدین بڑھنے نہ پائے آپ کے اصل الفاظ اوپر کے اعتراض کے جواب میں عرض کر چکا
ہوں یعنی یہ کہ "منتہائے کوشش انکی یہی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کیا گیا۔ جس پر حضرت
عمرؓ فرماتے ببیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ" پھر اسی خلافت کی غرض آپ محض دنیا داری کس
طرح ٹھہرا سکتے ہیں؟ اگر فتنہ مرتدین کا قلع و قمع کرنا دنیا داری ہے تو پھر دینداری کس چیز کا نام
ہے؟

(۲) اگر خلفائے ثلاثہ کی غرض خلافت محض دنیا داری تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب علی اسکے
حاصل کرنیکے لئے کیوں جدوجہد کرتے رہے؟ یہانتک کہ لکھا ہے کہ جناب سیدہ کو گدھے پر
سوار کرکے اور حضرات حسنین کو ساتھ لیکر ہر ایک انصار کے گھر جا جا کر رات کی نیند بھی حرام کرکے
امداد کی خواستگاری کرتے رہے اور کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

"شبانگاہ علی علیہ السلام فاطمہ را بر حمارے سوار کرد و دست حسنین را بگرفت و بدر سرائے
یک یک از انصار بگذشت و طلب یاری نمود و چوں دست نہ یافت در خانہ نشست" ناسخ التواریخ
جلد ۲ کتاب ۲ مطبوعہ ایران ص۴۳

(۳) ابو بکرؓ صدیق کی خلافت کو محض دنیا داری قرار دینے سے پہلے آپکو ثابت کرنا لازمی تھا کہ رسول
صلعم کی فلاں فلاں ملکوں میں سلطنت تھی یا آپ کی فلاں علاقہ میں اسقدر ذاتی جاگیر تھی جس سے
اتنے ہزار یا اتنے لاکھ روپیہ کی ماہانہ یا سالانہ آمدنی تھی یا آپ کے پاس اسقدر خزانہ عامرہ جمع
تھا۔ جب تو اسپر قابض ہونیوالے کو دنیا داری کا متہم قرار دیا جائے۔ ورنہ ناحق اتہام دنیا داری
کے لگانا افترا پردازی یا بہتان بندی ہوگی۔ جو محققین کی شان کے سراسر خلاف ہے۔

(۴) آنحضرت صلعم کی دنیا داری کا حال بتلانے کے لئے ایک شیعہ فاضل کی شہادت ہدیہ
ناظرین کیجاتی ہے ثم توفی و علیہ دین و ذرعہ مرھونۃ بطعام اھلہ۔ ما ترک

درھماً ولا دیناراً ولا شید قصراً ولا غرس نخلاً لنفسہٖ ولا شق نھراً۔ کتاب الخرائج علامہ قطب الدین راوندی باب۱۵ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۵ یعنی آنحضرت صلعم فوت ہوگئے۔ اس حال میں کہ آپ پر قرضہ واجب تھا۔ اور آپکی زرہ کسی کے پاس گروی تھی جہاں سے اپنے گھروالوں کے لئے آپ نے خوراک حاصل کی تھی نہ آپ نے کوئی درم چھوڑا نہ دینار۔ نہ کوئی محلسرائے تعمیر کرائی نہ کوئی باغ اپنے لئے لگایا نہ کوئی نہر کھدوائی۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ ایسے بھکڑ اور بے نوا بادشاہ یا رئیس کی وفات پر خلیفہ بننے کے لئے کس دنیا پرست کا دل للچائیگا؟

تاریخ شاہد ہے کہ جو حال دنیاداری کے بارہ میں آنحضرت صلعم کا تھا۔ ابوبکر صدیق کا بھی تھا آپ نے بھی تمام عمر بکمال زہد و تقوے میں بسر کردی نہ کوئی رہنے کا محل بنایا۔ نہ باغ لگوایا۔ نہ کوئی مال جمع کیا۔ نہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین بنایا۔ اس بکمال اتباع نبی صلعم کی بنا پر بھی آپ رسول صلعم کے خلیفہ برحق ثابت ہوتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد وعلی خلفائہٖ۔

اصلاح۔ خدانے یزید کو ایسا تمکن فی الدین دیا تھا کہ باوصفیکہ صحابہ اسکی شراب خوری کو دیکھتے ہیں۔ اسکے انواع و اقسام کے فجور سے مطلع مگر حضرت ابن عمر اسکو خلیفہ راشد بنا رہے ہیں الشمس ص۴۵

مصلح (۱) شراب خوری کو یزید کے تمکن فی الدین کی مثال میں پیش کرنا بھی آپ جیسے شیعہ محقق کا ہی حصہ ہے یہ بھی خلفاء راشدین کے ساتھ بغض رکھنے کی شامت ہے۔ ورنہ خدا نخواستہ آپ ایسے جاہل نہیں تھے کہ تعصب کے جوش میں ایسے دور از عقل و فہم شبہات پیش کرتے۔

(۲) یزید کی شراب خوری پر صحابہؓ مانع نہ ہوئے تو آپ کے نزدیک یہ اسکے تمکن فی الدین کی دلیل ٹھہر گئی واہ! میر صاحب!

بھلا فرمایئے تو یہی شراب خوری زیادہ ارتکاب ہے یا حسب عقیدہ شیعہ غصب خلافت و غصب فدک وغیرہ بڑے ارتکاب ہیں؟ پس بقول آپ کے اگر شراب خوری تمکن فی الدین کی علامت ہوسکتی ہے۔ تو غصب خلافت کیوں اسکی علامت نہیں ہوسکتی؟ یا کیا ان ارتکابات کبیرہ و کثیرہ کے موقعہ پر صحابہؓ مدینہ میں موجود نہ تھے؟

دوسرے صحابہ کو جانے دیجئے وہ بارہ ہزار خاص صحابہ کہاں تشریف لے گئے تھے جس میں نہ کوئی قدری تھا نہ مرجی نہ حروی نہ معتزلی۔ حیات القلوب ملا باقر مجلسی جلد ۲ ص ۵۸۸ (۳) باقی رہا عبداللہ ابن عمر کا یزید کو خلیفہ راشد کہنا تو اسکا موقعہ و محل بھی تو بتلایا ہوتا۔ کہ کس وقت ایسا کہا تھا؟ اور کون سی ایسی خاص ضرورت شدید واقعہ ہوگئی تھی۔ اگر انہوں نے بغرض رفع فتنہ و فساد ملت اسلام یزید کو خلیفہ راشد کہہ بھی دیا ہو تو کیا ہوا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ مدینہ والوں میں لشکر شام کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ مدینہ میں نہ کوئی باقاعدہ فوج تھی نہ کوئی سپاہ تھی۔ پھر وہ غیر معصوم بھی تھے۔ لیکن انہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ تعجب تو جناب امام حسن علیہ السلام پر ہے۔ جن کے پاس چالیس ہزار لشکر جرار شیعیان حیدر کرار کا موجود۔ جلاء العیون اردو ص ۳۲۳۔ جن کے قبضہ قدرت میں عصائے موسیٰ اور انگشتری سلیمان موجود اسم اعظم کے ۷۲ حروف ورد زبان اور پھر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور خلافت جیسی منہم بالشان امانت کو اسکے ہاتھ میں دیدیا۔ آج اسی علی کے ایک فرزند کو مہاجرین الاولین اور یزید کی خلافت و مراتب ذاتی میں کوئی تفاوت نظر ہی نہیں آتا۔ اور ہم سے نہایت تحدی کے ساتھ دریافت کرتا ہے۔ لیکن اسکے لئے وہی جواب موزون ہے جو جناب علیؓ نے امیر معاویہ کو لکھا تھا کہ

"وما انت والفاضل والمفضول والسائس والمسوس وما للطلقاء وابناء الطلقاء والتمیز بین المهاجرین وترتیب درجاتهم وتعریف طبقاتهم۔"

(۲) خلافت رسول وغیرہ

ابو بکر صدیق اور دوسرے خلفائے راشدین کی خلافت جامع خلافت نبوت ہے۔ اور یزید کی خلافت بمعنی سلطنت محض۔ آپکی نظر میں دونوں میں کچھ تفاوت نہیں لیکن باندک تامل یہ اشتباہ رفع ہوجاتا ہے مثلاً

اصول کافی میں ایک روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت نبوت کا سلسلہ جناب علی علیہ السلام کی زندگی تک تھا۔ جبدن آپ فوت ہوگئے یہ سلسلہ مبارک بھی منقطع ہوگیا الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ اصول کافی ص ۲۸۹ باب مولا علیؑ۔ اور اس سے تو آپکو بھی انکار نہیں ہوگا۔ کہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور انکی خلافت جناب علی سے پہلے ہوچکی تھی۔ اور یہ بھی آپ جانتے ہونگے کہ یزید بعد وفات جناب علی خلیفہ بنا تھا۔ فرمائیے اب بھی آپ ثلاثہ رضؓ اور یزید کی خلافتوں میں تمیز کرسکینگے یا نہیں ؟

(۳) سیرت دو خصوصیات کا ذکر ہوچکا۔ اب یہ تیسری خصوصیت فیمابین اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم و یزید کے ہے۔ اصحاب ثلاثہ کی سیرت وہ مبارک سیرت ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے یزید کے باپ کو خلافت سپرد کرنیکے وقت جو عہدنامہ لکھوایا۔ اس میں اس سے اقرار لیا کہ بعد کتاب و سنت رسول صلعم خلفائے راشدین کی سیرت پر عمل کرتا رہیگا۔ چنانچہ اصل عبارت فاضل مجلسی کی کتاب سے عرض کیجاتی ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسن بن علی بن ابی طالب نے معاویہ بن ابوسفیان سے اس شرط پر صلح کی کہ درمیان مردم یہ کتاب خدا و سنت رسول و سیرت خلفائے شائستہ پر عمل کرے" بالفاظہ جلاء العیون اردو مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۱۵

اور پھر تعجب ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی یزید کی بیعت کرلی۔ حالانکہ امام حسین علیہ السلام کو دیکھ چکے تھے کہ شہادت گوارا کی۔ مگر بیعت یزید کی ذلت گوارا نہ کی۔ بیعت ہذا کے لئے ملاحظہ ہو فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۵

پس اگر ابن عمر کی زبانی خلیفہ راشد کہنے سے آپ یزید کو تمکن فی الدین کا سرٹیفکیٹ دے

سکتے ہیں۔ تو امام زین العابدین کی عملی بیعت سے تو بوجہ اولیٰ وہ اسکا مستحق ہے۔

اصلاح۔ خلفائے ثلاثہ کی کونسی علامت یا نشان خلافت حقہ ہے جو خلفائے ثلاثہ میں پائی گئی۔ اور یزید میں پائی نہ گئی؟ الشمس ص۴۷

مصلح۔ ویسے مابہ الامتیاز تو بے انداز ہیں مگر میں بخوف طوالت حسب الارشاد صرف وہی بیان کرونگا جو متعلق خلافت حقہ ہوں۔

(۱) ہجرت اور اسکے ثمرات

ا۔ سب سے مقدم مابہ الامتیاز درمیان یزید اور خلفائے راشدین کی ہجرت ہے جو نہ یزید کو نصیب ہوئی نہ اسکے باپ کو نہ اسکے دادا کو۔ کیونکہ وہ بعد فتح مکہ ایمان لے آئے وقال رسول اللہ لا ہجرت بعد الفتح

ب۔ اصحاب ثلاثہ نہ صرف مہاجرین میں داخل ہیں۔ بلکہ مہاجرین الاولین میں بھی ممتاز ہیں جناب علی علیہ السلام نے اپنے ایک مراسلہ میں جو یزید کے باپ کو تحریر فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں۔ کہ شوریٰ خلافت کا حق مہاجرین وانصار کو ہے۔ اگر وہ کسی شخص پر متفق الرائے ہو جائیں اور اسکو امام سے موسوم کریں تو خدا کے نزدیک بھی وہ امام پسندیدہ ہو جاتا ہے۔ دیکھو شرح علامہ ابن میثم جز و ۱۳ مطبوعہ ایران نمبر انما شوریٰ للمہاجرین والانصار الخ

ج۔ اسی طرح ایک اور مراسلہ میں جناب علیؓ یزید کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "واعلم انت من الطلقاء الذین لا تحل لہم الخلافۃ ولا تعرض فیہم الشوریٰ" ابن میثم جزو ۱۳ یعنی تم جانتے ہو۔ کہ تم طلیقوں میں سے ہو۔ جنکو خلافت کا کوئی استحقاق ہے نہ شوریٰ کرنے کا۔

د۔ امیر معاویہ نے ایک مراسلہ میں جناب علیؑ کو تحریر کیا۔ اور تمہید میں مراتب صدیق و عثمان کی تعریف کی۔ اور بعد اسکے اپنے اصل مقصد کو لکھا۔ اسکے جواب میں جناب علیؑ فرماتے ہیں وما للطلقاء وابناء الطلقاء والتمییز بین المہاجرین الخ ابن میثم جزو ۳۲۔ یعنے

طلیقوں اور طلیقوں کی اولاد کو کیا پڑی ہے کہ وہ مہاجرین کے درمیان تمیز کرنے کے درپے ہیں۔ کہ جناب علی تو مہاجرین کو خلیفہ بننا تو بجائے خود خلیفہ بنانے تک مجاز ظاہر کریں۔ اور اس طرح انکے ساختہ پرداختہ کو خدا کا ساختہ پرداختہ ارشاد فرمائیں بالمقابل اسکے یزید تو بجائے خود اسکے باپ کو بھی طلیق ابن طلیق کا خطاب دیں۔ اور پھر فرمائیں کہ مہاجر نہ ہونے اور طلیق ہونے کی وجہ سے تم کو خلافت کا حق ہی نہیں پہنچ سکتا۔ نہ تمہارا شوری مقبول ہے۔ یہاں تک کہ تم کو یہ بھی حق نہیں ہے۔ کہ مہاجرین کے مراتب و مدارج میں تمیز کرنے کی جرات کرو معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام میں حسن سیرت میں خلفائے راشدین ضرب المثل ہو گئے تھے پھر نہ صرف عوام میں بلکہ خواص میں بھی اور نہ صرف بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ میں بھی۔ جب ہی تو امام حسن علیہ السّلام یزید کے باپ سے انکی متابعت پر کاربند رہنے کا اقرار تحریری لے رہے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ نہ امام حسن اُنکے اسماء گرامی لکھواتے ہیں۔ نہ امیر معاویہ ان سے دریافت کرتا ہے کہ کون سے خلفائے شائستہ ہ گویا دونوں کو بخوبی معلوم ہے پھر نام کہنے سننے کی کیا ضرورت تھی۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ✣ گفتہ آید در حدیث دیگراں

خدا کی شان ہے۔ کہ آجکل کے امام زادوں کو اُن ہی خلفاء کی خلافت بلکہ اسلام لانے سے بھی انکار ہے۔ اور یزید کو مدمقابل بنا کر امتیاز خلافت کرانے پر اصرار ہے۔ امید ہے کہ سردست اسیقدر کافی ہوگا۔ ورنہ یار زندہ صحبت باقی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(ہیچمدان خادم حسین خاں دم)

دستانے

جانور تو جانور بے جان بھی ہیں ہمکلام
آج دستانے سے پوچھا میں نے۔ یہ کیا بات ہے
دست پنجہ خوب لیتے ہو جدا ہوتے نہیں
مجھ کو بھی للہ تو آگاہ کر اس راز سے
ہاں شریکِ قسمتِ خوش ایکدن کرلے مجھے
کیا جواب اچھا ملا مجھ کو جو اب تک یاد ہے

اگرچہ آدم زاد اکمل سے کرینگے کم کلام
ہاتھ میں محبوب کے ہر وقت تیرا ہاتھ ہے
ساتھ چمٹے رہنے سے وہ کیوں خفا ہوتے نہیں
تاکہ میں بھی پاسکوں حصہ اسی اعزاز سے
مہربانی سے اسی قائل میں بن کرلے مجھے
بھول جا تاکس طرح جس سے مرا دلِ شاد ہے

اپنی ہستی کو مٹا کر شکل پائی دوسری
پہلے میں کاتا گیا۔ دھنکا گیا۔ کاتا گیا
پھر ابھی برس نہیں سیخوں کی واریں تھیں کئی
بس انہی تاروں میں میرا ایکدن قتل ہو گیا
یعنی انکے ہاتھ سے جب شکل کرلی اختیار
اپنی ہستی کھو چکا تو اک نئی ہستی ملی
بات جب سوچی تو نکلی۔ واقعی بالکل درست

جب کہیں جاکر ملی یہ سروری یہ برتری
یعنی چڑھ کر چرخ پر چکر کئی کھاتا گیا
اور ہر اک وار پہ موتوں کی تاریں تھیں کئی
اور انکے رنگ میں رنگین بالکل ہو گیا
ہو گئی فوراً ہی پوری آرزوئے وصلِ یار
جان دیکر پائی ہے۔ لیکن بہت سستی ملی
اور تشبیہ گل و بلبل یہ جام و مُل درست

میرا مہدی جب ہوا حبِ محمدؐ میں فنا
بول اٹھا۔ احمد اندر جانِ احمد شد پدید
پھر ہوئی خمخانۂ توحید کی پیدا کلید
وہ وہی تھا اور انکے رنگ میں رنگین تھا
تو بھی اکمل ہو فدائے صحبتِ مطلوب خویش

اک حیاتِ تازہ پاکر خود محمد ہو گیا
از جرمِ اسم غلام احمدؐ شد اسم آں وحید
پھر خم خم میں پلائی ہم مسلمانوں نے عید
پھر وہ اسلام پر یہ جان پرور سین تھا
تو بھی اکمل ہو فنا الفتِ محبوب خویش

نور پر شمعِ رسالت کے ابھی پروانہ ہو — جان بھی جائے تری تو اسکی کچھ پروا نہ ہو
ایکدن آئیگا ایسا تو بھی وہ ہو جائیگا — اسکو پائیگا جب اپنا آپ تو کھو جائیگا
ایزد منان بخشیگا تجھے قلبِ سلیم — اور تو بھی دیکھ لیگا جسترہ طورِ کلیم
پاک ہو جائیگا جب تو ہر طرح کے عیب سے — دستیاری پائیگا پھر ایک دست غیب سے
مثلِ دستانہ تجھے ہمدستی محبوب ہو — عاقبت محمود صحبت - صحبتِ مرغوب ہو
یہ دعا منظور کر لیگا مرا مولے کریم — اپنے بندو پر نہایت مہرباں ہے جو رحیم

ریویوز

ادعیۃ القرآن کوئی دس سال کا عرصہ گزرتا ہے مینے قرآن مجید کی دعائیں نثر و نظم اردو ترجمہ کیساتھ شایع کیں اسکے بعد ایکسال ہُوا۔ احادیث کی تمام ضروری دعائیں جمع کیں اور انکو مترجم باعراب شایع کیا۔ جو ادعیۃ الاحادیث کے نام سے بہ قیمت ار دفتر تشحیذ سے مل سکتا ہے ان کیساتھ ادعیۃ القرآن کے لئے بھی درخواستیں آتی تھیں۔ مگر اسکا ایڈیشن اول ختم ہو چکا تھا۔ اسلئے مینے ان اشعار پر نظر ثانی کی اور قرآن شریف کی تمام دعائیں نثر و نظم ترجمہ کے ساتھ مرتب کیں جنہیں برادر محمد وزیر خاں نے چھپوا دیا ہے ۵۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ ہر دعا با اعراب درج ہے اسکے نیچے تحت اللفظ ترجمہ پھر اسکے نیچے اشعار جن سے ہر شخص کے مناسب حال یہ دعائیں ہو گئی ہیں نظم کے بعض اشعار کی بندش چُست نہیں۔ مگر خیر بہ ہیئت مجموعی نظم اچھی ہے۔ اور دعائیں تو وہ ہیں۔ جو حضرت ایزد سبحانہ نے اپنے بندونکو تعلیم فرمائیں قیمت ۲ر ملنے کا پتہ۔ تشحیذ۔ قادیان

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح حضرت اقدس کی ایک تصنیف سے ۸ صفحے الگ چھاپے گئے ہیں نہایت قیمتی نصیحتیں جن میں یہ پیشگوئی ہے کہ تین صدیاں گزرنے پر احمدیت ہی احمدیت رہجائیگی قیمت ایک پیسہ سو ایک روپیہ پر۔

اسلام یہ ایک نہایت دلچسپ لیکچر ہے۔ جو برادر محمد خلیل الرحمٰن صاحب احمدی بنارسی نے

مقام کر اکت ہی ویا۔ اس میں توحید رسالت ۔پنج ارکان اسلام کو بہت مؤثر ذریعے سے پیش کیا گیا اور پھر مسیح موعود کا ذکر ہے قیمت معلوم نہیں۔ احباب اسکی اشاعت میں سعی بلیغ فرمادیں۔

ایک ٹریکٹ جسکا نام اسلام کے ورد مت علمائے دیوبند ہے۔ اس میں مسیح کی وفات کا ثبوت آیات سے دیا ہے اس سے پہلے سہارنپور سے مولوی عبد العزیز صاحب محلہ انصاریان سے ایک ٹریکٹ شایع کر چکے ہیں جس میں ہر آیت کو منطقی رنگ میں خصم کے آگے پیش کیا گیا ہے قابلِ اشاعت ۔تینوں کے ملنے کا پتہ ۔ محمد یمین تاجر کتب قادیان

بڑی جنتری ۱۹۱۴ء نامی پریس شہر کانپور کی بڑی جنتری جو نفاست میں تمام شایع ہونے والی جنتریوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس پہنچی ہے یہ جنتری ۱۹۱۴ء کی ہے۔ جس میں عثمان خاں بانی سلطنت عثمانیہ غازی محمد خان ثانی فاتح قسطنطنیہ سلطان عبد الحمید خاں ثانی سلطان محمد خامس کی تصاویر کے علاوہ تاریخ افغانستان کے سلسلہ میں اورنگ زیب۔ محمد شاہ نادر شاہ۔ احمد شاہ درانی کے حالات مع تصاویر درج ہیں اعلیٰ کاغذ پر ۸؍ قیمت ہے۔ محمد رحمت اللہ رعد کے نام سے طلب کیجئے۔

آیات بینات ساٹھ صفحہ کا رسالہ ۔ایک عیسائی تصنیف آیات اللہ کے جواب میں شیخ رحیم بخش صاحب نو مسلم محمدن مشنری کے قلم سے اس میں شیخصاحب نے قرآن مجید کے ان الفاظ (روح کلمہ خلق۔ تکلم فی المہد) کی تشریح کی ہے۔ جن سے پادری مسیح کی الوہیت یا ابنیت کا استدلال کرتے ہیں۔ اور پھر جن معجزات کی بنا پر مریم کے بیٹے کو خدا بنایا جاتا ہے۔ وہی معجزات دیگر انبیاء کے بائبل سے دکھائے ہیں پھر کچھ پولوس کی کارروائیاں جتائی ہیں۔ شیخصاحب گھر کے بھیدی ہیں بائبل پر خوب نظر رکھتے ہیں اسلئے یہ رسالہ مفید قیمت اصلی ۴؍ رعایتی ۲؍ ملنے کا پتہ معرفت تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور

ہمارا شفیع کون ہے؟ عیسائیوں کے رسالہ ہمارا شافع کون ہے ہے کے جواب میں لائق مولف نے پہلے تو ایک تمثیل کے ذریعے کفارہ کو باطل ثابت کیا ہے۔ پھر تورات و انجیل سے حوالے

دیگر بیہودی اور اعمال کو ضروری بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی دکھایا ہے۔ کہ نبی اجزا و سزا کے متعلق
جو وعدہ دیتے ہیں۔ اسکا کچھ حصہ دنیا میں بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پس کفارہ کے متعلق کون سا
حصہ دنیا میں پورا ہؤا۔ کیا یسوعی اس سزا سے بچ گئے۔ جو اس دنیا میں ملتی ہے۔ غرض کفارہ
کا کئی پہلوؤں سے اور کئی دلایل سے رد کیا ہے۔ اور پھر کفارہ کی بنیاد یعنی مسیح کے صلیب پر مرنے
کے مسئلہ پر خوب بحث کی ہے۔ اور اس علم کلام سے کام لیا ہے۔ جو ہر احمدی کو مسیح موعود سے
ملا ہے اسکے بعد آپنے شفاعت کے خوب معنے واضح کئے ہیں۔ اور رسول اللہ کے استغفار کو انکی معصومیت
کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اللہ کے قول و فعل کو خدا نے اپنا قول و فعل فرمایا ہے
مگر پھر بھی ہم انہیں
ایک بشر رسول کہتے
ہیں۔ اور مسیح کو جو
بیٹا کہا گیا ہے۔ تو یہ
انوکھی بات نہیں۔ بائبل
میں بہت سے لوگوں کو
بیٹا لکھا ہے غرض یہ
رسالت حضرت
مسیح موعود کی تحریروں کا جامع اقتباس ہے اور اسی لحاظ سے قابل قدر مولوی عبدالسلام صاحب
رسالہ تشحیذ کے پبلشر ہیں۔ وہ الگ خرچ کرنیکی بجائے تشحیذ میں ایسے مضامین دے سکتے ہیں۔
اس طرح اشاعت بھی ہو جایا کریگی۔ قیمت ۲/ ملنے کا پتہ معرفت تشحیذ قادیان

ماہ فروری کا تشحیذ تمام
خریداروں کے نام وی۔ پی ہوگا
بجز انکے جو پہلے سے منع کر بھیجیں ✤
مینیجر

مکاشفات	البشری	آثار مبارکہ	خطبات نور حصہ اول	خطبات نور حصہ دوئم
۴/	۲/	۱/	۱۰/	۸/

یہ سب کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے ملتی ہیں

(۴۲) رسالہ شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح مؤلفہ پیر مہر علیشاہ گولڑوی کے صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔

"کافہ اہل اسلام مسیح ابن مریم کو مرفوع السماء بجسدہٖ عنصری مانتے ہیں۔ الا بعض اہل تحقیق جسم برزخی کے قائل ہیں" مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں"

ہمارا نوٹ۔ پیر جی کے اس قول سے ظاہر ہے۔ کہ اہل تحقیق حضرت مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔ اور انکا نزول بھی برزخی مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پیر جی صاحب اہل تحقیق سے رُوگردانی کر کے کافہ اہل اسلام کی طرف بطمع دنیاوی جھک پڑے ہیں۔ خدا انکو ہدایت دے۔

(۴۳) مولوی اشرفعلی صاحب تہانوی نے اپنی کتاب الخطاب الملیح کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے "ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کے لئے آپکو (حضرت مسیح کو۔ ناقل) وفات دی گئی ہو۔ اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہوں۔ جیسا کہ بعض سلف اسکے قائل بھی ہوئے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے۔ متوفیك ممیتك وھو مروی عن ابن عباس و محمد اسحٰق قالوا و المقصود ان لا یصل اعداہ من الیھود الی قتلہٖ ثم انہ بعد ذالك اکرمہ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علیٰ ثلثہ اوجہ احدھا قال وھب توفی ثلث ساعات ثم رفع ثانیھا قال محمد بن اسحٰق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ ثم ورفعہ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالیٰ توفاہ حین رفعہ الی السماء"

ناظرین عبارات منقولہ بالا کو پڑھکر خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی ابراہیم کا یہ دعویٰ کہ حیات مسیح پر علمائے سلف و خلف مفسرین و محدثین و فقہاء و مجتہدین کا اتفاق و اجماع ہے کہاں تک درست ہے۔ ایمان اور انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب اب اپنے لغو اور باطل دعوے سے باز آجائیں۔ اور آئیندہ کبھی اس اتفاق و اجماع کا ذکر زبان پر نہ لائیں کیونکہ ایک اختلافی مسئلہ کو اجماعی عقیدہ قرار دینا دیانت اور امانت سے نہایت بعید

ہے ہم مانتے ہیں کہ خیر القرون کے بعد فیج اعوج کے زمانہ میں بہت سے عجائب پرست مفسروں نے اصل تعلیم قرآنی پر بیجا حواشی چڑھا کر اہل اسلام میں اختلافات کے دروازہ کو کھولدیا اور مخالفان اسلام کو انواع و اقسام کی نکتہ چینیوں کا موقعہ دیدیا ہے مگر اب وقت آگیا تھا کہ معیار کتاب و سنت پر حق و باطل کو پرکھ کر کھوٹے اور کھرے میں نمایاں فرق دکھلا دیا جائے۔ اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا جائے اسلئے حضرت مسیح موعود نے دنیا میں آکر حکماً و عدلاً اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کر دیا اور قائلین وفات مسیح کے حق میں ڈگری دیدی۔ اب شکست یافتہ لوگ اس فیصلہ کو قبول کریں یا نہ کریں یہ انکا اختیار ہے۔

دوسری وجہ ۔ مرزا صاحب نے اس آیت میں واؤ کا ترجمہ پھر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے لغت بلاغت نحو و اصول جملہ علوم کے خلاف کیا ہے۔ خواہ دیدہ دانستہ ہے خواہ غلطی و سہو سے اسکی تفصیل حصہ اول کے صفحہ ۱۰۸ پر گزر چکی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ واؤ حرف عطف مطلق جمع کے لئے موضوع ہے۔ اس میں ترتیب نہیں ہوتی چنانچہ کافیہ میں ہے الواو للجمع المطلق لا ترتیب فیھا یعنی واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ اس میں ترتیب نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح دیگر کتب نحو میں ہے .... الی قولہ فوت کریگا"

جواب از ریویو نگار ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو جن لوگوں نے سرسری نظر سے بھی دیکھا ہوگا۔ وہ اگر انصاف پر آجائیں تو یہ شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس علی العموم لفظی ترجمہ نہیں۔ بلکہ تفسیری ترجمہ کیا کرتے ہیں پس مولویصاحب کی یہ طالبعلمانہ کٹ حجتی کہ مرزا صاحب نے واؤ کا ترجمہ پھر کیا ہے۔ سراسر خلاف واقعہ ہے۔ خواہ دیدہ و دانستہ ہے خواہ غلطی اور سہو سے حضرت صاحب کا ترجمہ جو مولویصاحب نے نقل کیا ہے۔ وہ خود اس بات پر شہادت دے رہا ہے کہ حضرت اقدس نے واؤ کا ترجمہ اور کیا ہے۔ اصل الفاظ حضرت اقدس کے یہ ہیں۔

"اے عیسیٰ میں تجھ وفات دینے والا ہوں، اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانیوالا ہوں" پس ظاہر ہے کہ واوٗ کا ترجمہ اور کیا گیا ہے۔ اب یہی یہ بات کہ لفظ اور کے بعد جو لفظ پھر استعمال ہوا ہے۔ وہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ پس واضح ہو کہ جیسا میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت صاحب کا یہ ترجمہ لفظی نہیں۔ بلکہ تفسیری ہے۔ چونکہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہے کہ مومن کی وفات کے بعد اسکی روح کا رفع خدا تعالےٰ کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث کے اس مفہوم کی طرف ناظرین کے ذہن کو منتقل کرنیکے لئے حضرت اقدسؑ نے لفظ واوٗ کا ترجمہ اور کے بعد تفسیری طور پر لفظ پھر کا استعمال کیا مگر کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است۔ چونکہ ملا ابراہیم اپنے علمی تبحر کا غرہ دکھلانیکے لئے کافیہ کی عبارت نقل کر دینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور پھر آپکی سمجھ شریف کا کیا کہنا اسلئے وہ نکات معرفت جو حضرت اقدس کی تحریر میں پائے جاتے ہیں۔ ملا صاحب کے چھوٹے سے دماغ میں سما نہیں سکتے۔ ناچار وہ نکات معرفت آپکو لغت بلاغت نحو اصول جملہ علوم کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ⁂ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

کافیہ کی عبارت والواو للجمع المطلق سے مولوی صاحب نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ حرف واوٗ جمع ترتیبی کے منافی ہے۔ اگر انہوں نے واقعی ایسا ہی سمجھا ہے۔ تو پھر انکی جہالت میں کچھ شبہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ واوٗ مذکور سے ترتیب بہر حال لازم نہیں آتی۔ ہاں ترتیب اکثر پائی جاتی ہے۔ اور اسکے خلاف کم وقوع میں آتا ہے۔ چنانچہ شرح جامی مطبوعہ مطبع نظامی کے حاشیہ صفحہ ۲۹۲ پر کافیہ کی عبارت والواو للجمع المطلق لا ترتیب۔ کے حاشیہ سے متعلق لکھا ہے۔

"والترتیب اکثر وبعکسہ قلیل کذا فی المغنی تکملہ"

پس ہم کوئی نہیں دیکھتے۔ کہ آیہ کریمہ انی متوفیک ورافعک الی الخ میں واوٗ سے جو ترتیب

اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ ترتیب کیوں نہ مانی جائے۔ اگر مولویصاحب کوئی ایسی وجہ موجہ پیش کر سکیں جس سے آیۃ زیر بحث میں ترتیب عقلاً یا نقلاً باطل قرار پاتی ہو۔ تو البتہ اس موقعہ پر ترتیب مراد نہ ہوگی۔ مگر مولوی صاحب کوئی وجہ نہیں دکھلا سکے۔ لہذا آیت کریمہ انی متوفیك ورافعك الیّ کے معنی بیان کرنیکے وقت ترتیب آیت قرآنی ملحوظ رکھنے کے لئے ایک دلیل تو مولوی صاحب کے اس اعتراض سے ہی پیدا ہوگئی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۳۵ میں لکھتے ہیں۔

"قرآن شریف منظوم اور مربوط کلام ہے۔ اسکا کلمہ کلمہ اور آیت آیت ایکدوسرے کے ساتھ عجیب طور سے وابستہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس سے پہلے کی آیات پر نظر کریں" تا ظاہر ہو کہ اس سے مقصود خداوندی کیا ہے"

پس رافعك الیّ کے معنی بیان کرنیکے وقت خود مولویصاحب کی تحریر کے مطابق اس سے پہلے کی آیت یا کلمہ یعنی انی متوفیك پر نظر کرنا ضروری ہے۔ اور اسی کو ترتیب کہتے ہیں

جس سے مولوی صاحب کوسوں بھاگتے تھے خیر شکر ہے ؎ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

(۳) علاوہ بریں احادیث صحیحہ پر غور کرنیسے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ تفسیر القرآن کے لئے ترتیب الفاظ قرآن کا مدنظر رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ چنانچہ اس بیان کی تائید کے لئے بعض حدیثیں درج ذیل کیجاتی ہیں۔ جن سے یہی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

(۱) تلخیص الصحاح جلد دوم صفحہ ۷۱ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ تو مسجد میں داخل ہوئے پھر آپ نے حجر اسود کو چھوا۔ پھر آپ اپنے دائیں چلے۔ تو آپ نے تین طواف میں رمل کیا۔ اور چار طواف میں رمل کیا۔ اور چار طواف معمولی رفتار سے کیا۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی اور وہاں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی (اسطرح) کہ مقام آپکے اور بیت اللہ

کے درمیان تھا۔ دو رکعتیں پڑھنے کے بعد پھر آپ حجر اسود کے بائیں آئے اور اسکو چھوا۔ اسکے بعد آپ صفا کی جانب تشریف لیگئے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ ان الصّفا و المروۃ من شعائر اللہ۔ مسلم مالک۔ ترمذی۔ نسائی اسکے راوی ہیں۔

(۲) کتاب مذکورہ کے صفحہ ۹۳ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ مینے رسول اللہ علیہ وسلم سے اسوقت سنا۔ جب آپنے مسجد سے نکلکر صفا کی طرف جانیکا قصد فرمایا۔ آپ نے یہ فرمایا۔ کہ ہم بھی اسی سے شروع کرتے ہیں۔ جس سے خدا تعالےٰ نے شروع کیا ہے۔ پھر آپنے صفا سے شروع کیا۔ مالک۔ ترمذی۔ نسائی اسکے راوی ہیں۔"

مترجم نے اسپر حاشیہ میں یہ نوٹ لکھا ہے "ان الصفا والمروۃ میں خدا نے پہلے صفا کا ذکر فرمایا ہے"

(۳) بلوغ المرام مطبوعہ مطبع احمدی لاہور کے صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ میں لکھا ہے

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج فخرجنا معہ ...... حتی اذا اتینا البیت استلم الرکن فرمل ثلاثا و مشی اربعا ثم اتی مقام ابراھیم فصلی ثم رجع الی الرکن فاستلمہ ثم خرج من الباب الی الصفا فلما دنا من الصفا قرء ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ابدء بما بدأ اللہ بہ فرقی الصفا حتی رای البیت ..... ثم نزل الی المروۃ"

(ترجمہ) روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے (حج کو) ... یہانتک کہ جب ہم آئے بیت اللہ میں آپنے چوما رکن کو پھر اکڑ کر چلے تین بار اور موافق عادت کے چار بار پھر آئے مقام ابراہیم کے پاس اور نماز پڑھی پھر آپ حجر اسود کے پاس لوٹکر گئے اور چوما اسکو پھر اس دروازہ سے نکلے جو صفا کی طرف ہے پھر جب صفا کے نزدیک پہنچے تو یہ آیت پڑھی بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالےٰ کی نشانیوں سے ہیں۔ اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالےٰ

نے شروع کیا ہے پھر آپ صفا پر چڑھے یہانتک کہ بیت اللہ کو دیکھا۔ ۔ ۔ ۔ پھر اترے اور مروہ کو چلے" اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے۔ عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہما فی صفۃ حج النبیؐ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ابدؤا بما بدا اللّٰہ اخرجہ النسائی ھکذا بلفظ الامر وھو عند مسلم بلفظ الخبر"

اب ان احادیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ کی ترتیب وضعی سے یہ لطیف استنباط فرمایا۔ کہ حج کی کیحالت میں پہلے صفا پر جانا چاہیئے بعد ازاں مروہ پر۔ اور اسی ترتیب کے مطابق آپ نے عملدرآمد فرمایا۔ پس اگر واؤ ترتیب کے منافی ہوا کرتا ہے۔ تو آیت کریمہ ان الصفا والمروۃ میں بھی واؤ موجود ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولویصاحب کے بیان کردہ قاعدہ کے خلاف ترتیب کیوں ملحوظ رکھی۔ یا تو مولوی صاحبکا قاعدہ غلط ہے یا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولوی صاحب کے نحوی قاعدہ کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کی۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ یا قاعدہ نحویہ کی پابندی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو غلط ٹھہراتے ہیں۔

(۴) حضرت اقدس نے انی متوفیک ورافعک الیّ کا جو ترجمہ لکھا ہے۔ اس میں واؤ کو موجب ترتیب قرار نہیں دیا۔ بلکہ سنت نبوی کے مطابق قرآن کریم کی ترتیب وضعی کو ملحوظ رکھکر ترجمہ لکھا ہے اسلئے کسی باایمان کا کام نہیں۔ کہ اس طریق پر اعتراض کرے۔ مولوی صاحب کا منشا یہ ہے کہ آیت زیر بحث کا ترجمہ ایسا کرنا چاہیئے۔ جس سے قرآن کریم کی ترتیب وضعی اپنی حالت پر قایم نہ رہے۔ بلکہ کلمات الٰہیہ کو انکے مواضع مناسبہ سے ہٹا کر مقدم الفاظ کو موخر اور موخر کو مقدم بنا دیا جائے۔ یعنی رافعک الیّ کو مقدم اور انی متوفیک کو موخر سمجھا جائے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قرآن کریم اس طرز تفسیر کے بارہ میں کیا فتویٰ دیتا ہے۔ مگر اس فتویٰ کے

معلوم کرنیکے لئے کچھ زیادہ تفحیص کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طرز تفسیر اُن لوگوں کا ہے جنکی اندرونی حالت کا فوٹو یحرفون الکلم عن مواضعہٖ میں کھینچا گیا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللّٰہ والا قرآنی فتوےٰ اظہر من الشمس ہے۔ اب مولوی صاحب کو اختیار ہے۔ کہ وہ سنت نبویہ کے مطابق قرآن کریم کی ترتیب کو ملحوظ رکھکر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آیت کریمہ انی متوفیک ورافعک الی کا ترجمہ کریں۔ یا ان لوگوں کی طرح جو یحرفون الکلم عن مواضعہٖ کے مصداق ہیں ہاں اگر مولوی صاحب کو اسبارہ میں شک ہو کہ مومن کی وفات کے بعد اُسکی روح کا رفع الی اللہ ہوتا ہے یا نہیں۔ تو انکو چاہیئے۔ کہ وہ احادیث ذیل کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوٰۃ شریف مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۳۳ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے ثم یخرج بہا الی السمآء فیفتح لہا فیقال من ھٰذا فیقولون فلان فیقال مرحبا بالنفس الطیبۃ کانت فی الجسد الطیب ادخلی حمیدۃ وابشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا تزال یقال لہا ذٰلک حتی تنتھی الی السمآء فیھا اللّٰہ۔ ترجمہ پھر آسمان پر رفع کیا جاتا ہے اور کھولا جاتا ہے دروازہ آسمان کا پھر دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کون ہے تو جواب دیتے ہیں فرشتے یہ فلانا شخص ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ مرحبا ہے اس روح پاک پر جو پاک جسم میں تھی اندر آجا۔ تو اس حال میں کہ مدح وثنا کی گئی ہے اور خوش ہو ساتھ شادابی اور گلزار کے اور اپنے پروردگار سے خوش ہو۔ جو تجھ پر غصہ کرنیوالا نہیں۔ اور یہ بات اس روح پاک سے ہمیشہ کہی جاتی ہے یہانتک کہ اُس آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ جہاں پر اللہ تعالےٰ کا قرب ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے

اذا خرجت روح المومن تلقاھا ملکان یصعد انہا قال حماد فذکر من طیب ریحھا وذکر المسک قال ویقول اھل السماء روح طیبۃ جاءت من قبل الارض

صلی اللہ علیک وعلیٰ جسد کنت تعمرینہ فینطلق بہ الیٰ ربہ الحدیث۔ مسلم (ترجمہ) جبکہ نکلتی ہے۔ روح مومن کی ملاقات کرتے ہیں۔ اس سے دو فرشتے اور اوپر لیجاتے ہیں اسکو حماد نے کہا کہ بعد اسکے خوشبو اور مشک کا ذکر کیا کہا اور کہتے ہیں آسمان والے کہ یہ روح پاک ہے آئی ہے زمین کی طرف سے اللہ تعالے رحمت کرے تجھ پر اور اس جسم پر جس کو تو آباد رکھتی تھی۔ پس لے چلتے ہیں اسکو اسکے رب کی طرف آخر حدیث تک جو مسلم کی ہے

پھر اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔

حتیٰ یاتوا بہ ابواب السماء فیقولون ما اطیب ھذہ الریح التی جاءکم من الارض فیاتون بہ ارواح المومنین فلھم اشد فرحا بہ من احدکم لغائبہ یقدم علیہ ترجمہ۔ یہانتک کہ لاتے ہیں اُسکو آسمان کے دروازوں تک پس تعجب کرکے کہتے ہیں کہ کیا اچھی خوشبو ہے۔ جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پس پاس اسکے اور مومنین کی روحیں آتی ہیں۔ اور انکو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ کوئی ایک تمہارا اپنے کسی غائب آدمی سے ملاقات کرکے خوش ہوتا ہے جبکہ سفر سے وہ لوٹکر آتا ہے یہ حدیث مسند احمد اور نسائی کی ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔ قال فیصعدون بہا فلا یمرون علیٰ ملاء من الملئکۃ الا قالوا ما ھذا الروح الطیب فیقولون فلان بن فلان باحسن اسمائہ التی کانوا یسمونہ بہا فی الدنیا حتیٰ ینتھوا بہا الی السماء الدنیا فیستفتحون لہ فیفتح لہم فیتبعہ من کل سماء مقربوھا الی السماء التی تلیھا حتیٰ ینتھی بہ الی السماء السابعۃ (ترجمہ) پس رفع کرتے ہیں۔ اس روح کو اور جس گروہ فرشتوں کے پاس اسکو لیکر گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پاک روح کون ہے پس وہ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یہ فلانا شخص فلانے کا بیٹا ہے۔ اور وہ نام اسکا لیتے ہیں۔ جو سب ناموں سے اچھا ہوتا ہے جسکے ساتھ دنیا میں نام رکھا گیا تھا۔ یہانتک کہ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں۔ تب آسمان کے

آیۃ الکبریٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یہ ایک نہایت نادر قابل قدر تالیف ہے۔ جس میں مولوی اصغر علی صاحب روحی نے اسماء اللہ کے بارے میں پہلے اسم مسمیٰ۔ اسماء وصفات میں فرق اسماء توفیقی ہیں یا قیاسی۔ اسماء کی تعداد مقرر ہے یا نہیں عنوانات سے ان مباحث کا خلاصہ دیدیا ہے۔ جو متقدمین میں بہت دلچسپی سے پڑھے جاتے تھے پھر ایک ایک نام باری تعالےٰ کے معنے آیات واحادیث ولغت کے حوالے سے دئے ہیں اور یہ ایسا دلاویز مجموعہ ہے کہ اول سے آخر تک حرف حرف پڑھنے کے قابل ہے۔ دین و دنیا کی حسنات اسماء الٰہیہ کے علم سے حاصل ہوتی ہیں اسلئے ہر خواندہ مسلمان کو چاہیئے کہ یہ کتاب پڑھے میں اس کتاب پر ایک بسیط ریویو کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں اسکے بعض نقائص کی طرف بھی مولف کو توجہ دلانیکا ارادہ ہے مگر فی الحال نہ تو رسالہ میں جگہ رہی ہے نہ مجھے فرصت ہے انشاءاللہ کسی آیندہ اشاعت میں لکھوائی چھپوائی کاغذ سب اچھا قیمت مع محصولڈاک ایک ایک روپیہ ملنے کا پتہ

مہتمم کتبخانہ رزاقیہ کوچہ چرخی گراں لاہور

طبیب روحانی رعایتی قیمت ار — مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی رعایتی قیمت ۔/ — خصوصیات مسیح موعود رعایتی قیمت ۔/ — نغمۂ اکمل حصہ دوم رعایتی قیمت ۲ر

ہدایات دربارہ معاملات رعایتی قیمت ار — کلام محمود ۴ر — عمدۃ الاحکام رعایتی ۴ر — حقیقت نماز رعایتی ۴ر — کسر صلیب رعایتی ۔/

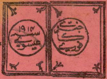
رسیدات زر ماہ دسمبر ۱۳ء

۹ ۱۲/۱۳

۲۷۵ جناب غلام نبی صاحب عہ	۳۰۱۵ احباب مولوی حاجی عمرالدین صاحب	۲۰۵ جناب ڈاکٹر غلام غوث صاحب عار
۱۴۰۲ ,, چوہدری چھوخان ,, ۱ر	۹۳۸ ,, ماسٹر نظام الدین ,, عہ	۱۰۳۰ ,, عبدالعزیز ,, عا
۱۳۴۴ ,, مرزا محمد شفیع ,, ۶ر	۲۱۶ ,, علی احمد ,, ۴ر	۲۱۹ ,, نظام الدین ,, عہ
۱۵۷ جناب ماسٹر حسین خان صاحب عہ	۱۲۳ ,, قاضی غلام رسول ,, ے	۱۱۹۹ ,, عبدالصمد ,, عہ
۱۶۷۷ ,, الہ دین ,, ۶ر	۱۶۹۸ ,, بابو محب الرحمن ,, عہ	۸۶۰ ,, عزیز الدین ,, ہ
۱۳۸ جناب منشی عبدالعزیز صاحب عہ	۱۰۹۱ ,, ڈاکٹر حشمت اللہ ,, ۸ر	۲۳۹ ,, میاں محمد اسماعیل ,, ۴ر
۴۰۲ ,, سلطان محمد ,, ۶ر	۱۶۲ ,, گلاب الدین ,, ۴ر	۱۳۰۶ ,, سید عابد علیشاہ ,, عار
۱۲۲ ,, گلاب الدین ,, ۸ر	۱۴۱۷ ,, عبدالکریم ,, ۶ر	۱۵۵ ,, حافظ محمد اسحق ,, عہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن



نہایت خوبصورت بنی ہے۔ جس کا چکنا کاغذ خوشخط اور سندر لکھائی ہے اور چھپی بھی صاف ہے۔ یہ جنتری بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں۔ تو ایک کارڈ دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کا نام و پورا پتہ لکھ بھیجئے سے واپسی ڈاک سے جنتری آپکی خدمت میں پہنچیگی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنے اپنے صحت کو درست رکھنے کے لئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں۔ اور اپنی من مانی جسکو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں۔ دولتمند۔ گھی دودھ میوہ وغیرہ کھاتے ہیں۔ اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں غریب کم خرچ جڑی بوٹی اور چٹکلے کے کھوج میں رہتے ہیں۔ اس جاڑے کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا بھی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنیکی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جس میں تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ اسقدر لیاقت سے باہر خرچ ہے وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں ہیں آپ بھی آزمائش کر کے دیکھئے یہ بھوک کو بڑھاتی ہے اور خون کو نیا پیدا کرتی ہے جوانی کی بے اعتدالیوں کی وجہ جو خرابی ہو اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو یہ سب شکایتیں دور کر کے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہے۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

ایک لفافہ میں ۲ کا ٹکٹ اور دس لکھے پڑھے اشخاص کا نام و پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے۔ نمونہ مفت بھیجدیا جاویگا۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی ایک شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ